عروہ اسلامک سیریز

(جماعت VII)

عصری مدارس کے طلبہ و طالبات کے لئے جدید تعلیمی نفسیات اور
اصول تدریس کی روشنی میں ترتیب دیا گیا دینی تعلیم کا منفرد نصاب

عروہ ایجوکیشنل ٹرسٹ ، حیدرآباد

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
	قرآن 5-51	
1	وحی الٰہی	6
2	قرآن کی صفات	8
3	اللہ کی رسی	11
4	اللہ کی مدد	13
5	حق و باطل کی کشمکش	15
6	اہل جنت کے اوصاف	18
7	سمندر کے فائدے	21
8	رات و دن کی تبدیلی کی حکمت	23
9	ہر نماز سے پہلے مناسب لباس کا اہتمام	26
10	اسلامی لباس	28
11	بے حیائی کی تشہیر	31
12	مخربِ اخلاق لٹریچر	33
13	وعدہ کا احترام	35
14	ناپ تول میں کمی	37
15	حرام اشیاء	39
16	رشوت ایک سنگین گناہ	42
17	بدگمانی	44
18	کسی کا مذاق اُڑانا	46
19	ایثار	48
20	اسلاف کا ادب واحترام	50
	حدیث 52-83	
21	بہترین کتاب اور بہترین طریقہ	53
22	مصادرِ شریعت	55
23	اطاعتِ رسول	57
24	حج کی فضیلت	59
25	حج و عمرہ کا ثواب	61
26	والدین کے اہل تعلق کا احترام	63
27	مسکینوں سے ہمدردی	65
28	زبان کی حفاظت	68
29	مجلس کے آداب	70
30	دوسرے کی بات امانت ہے	72
31	کسی کو برا بھلا نہ کہو!	74
32	گناہ پر عار دلانا	76
33	تواضع وانکساری	78
34	عورتوں کی مشابہت	80

35	آپس میں خوں ریزی کرنا	82
	فقہ 84-117	
36	زکاۃ کا بیان	85
37	زکاۃ کی شرائط	88
38	زکاۃ کی ادائیگی	91
39	زکاۃ کی نیت	93
40	زکاۃ کے مصارف	95
41	جن کو زکاۃ دینا جائز نہیں	98
42	حج کی فرضیت	101
43	حج کے فرض ہونے کی شرائط	103
44	میقات	105
45	حج کے ارکان	107
46	حج کے واجبات	107
47	حج کی سنتیں	110
48	حج کے ممنوعات	112
49	حج کا طریقہ	117

ابتدائیہ

عروہ ایجوکیشنل ٹرسٹ عصری تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم کا مؤثر انتظام کرنا چاہتا ہے: تاکہ مسلم طلبہ وطالبات دین سے کماحقہٗ واقف ہوسکیں، اس سلسلہ میں ٹرسٹ نے دینی تعلیم کا ایک جامع اور اور متوازن نصاب ترتیب دینے کا منصوبہ بنایا ہے، جس میں قرآن، حدیث، فقہ، سیرت اور تاریخ اسلام کو بنیادی مضامین کی حیثیت سے شامل کیا جائے گا، یہ نصاب اول جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک کے طلبہ وطالبات کی دینی ضرورتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرتب ہوگا، الحمد اللہ ٹرسٹ کو کئی نامور ماہرین تعلیم اور متبحر علماء کا علمی تعاون حاصل ہے، جن میں پروفیسر جمیل النساء ہاشمی (سابق صدر شعبہ عربی عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد) محترمہ شاہانہ سعید صاحبہ (پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامیات، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد) اور سید اسرار الحق (لکچرار گورنمنٹ کالج، شادنگر) خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ جناب مولانا نثار احمد قاسمی، جناب مفتی عمران سبیلی، جناب مولانا صلاح الدین قاسمی اور جناب مولانا محمد شاہد قاسمی (اساتذہ معہد البنات، حیدرآباد) بھی مجوزہ نصاب کی تیاری میں ٹرسٹ کے ساتھ تعاون کررہے ہیں، اس لئے اُمید ہے کہ جلد ہی مجوزہ نصاب منظر عام پر آجائے گا۔

پچھلے ۱۰/ سالوں سے عروہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے زیر انتظام چلنے والے اسکولس میں دینی تعلیم کا وہ نصاب پڑھایا جاتا رہا ہے جو مولانا مفتی سید اسرار الحق سبیلی نے مرتب کیا ہے، پچھلے سالوں کے تجربوں اور اساتذہ کرام کے مشوروں کی روشنی میں انتظامیہ نے اس نصاب میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی، چوں کہ نصاب کی ترتیب کا کام کئی نزاکتوں سے جڑا ہوا ہے، اس لئے انتظامیہ نے طے کیا ہے کہ موجودہ نصاب میں جزوی ترمیم کر کے اُسی نصاب کو تعلیمی سال ۲۰۱۳-۲۰۱۴ء میں زیر تدریس رکھا جائے، ان شاء اللہ آئندہ تعلیمی سال ۲۰۱۴-۲۰۱۵ء سے عروہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کا مرتب کردہ جدید نصاب داخل نصاب کیا جائے گا؛ تاکہ طلبہ کی دینی تعلیم سائنٹیفک انداز میں ہوسکے۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری نئی نسل کی دین سے وابستگی کو مستحکم کرے اور دین کے فہم کو ہم سب کے لئے آسان کردے۔ (آمین)

محمد شہاب الدین سبیلی

(سکریٹری عروہ ایجوکیشنل ٹرسٹ)

قرآن

لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے، یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفاء ہے، اور جو اسے قبول کر لے اُن کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے، اے نبی کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی، اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہئے، یہ اُن سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔ (یونس: ۵۷-۵۸)

وحیِ الٰہی

وَ مَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى إِنۡ هُوَ إِلَّا وَحۡيٌ يُّوۡحٰى . (النجم: ٣-٤)

ترجمہ:

وہ (نبی ﷺ) اپنی خواہش سے نہیں بولتے ہیں، ان کا کہنا تو وحی ہے، جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔

☆ نبی اللہ ہی کی بات بیان کرتے ہیں۔

☆ نبی کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ وحی الٰہی ہوتے ہیں۔

☆ نبی اللہ کی جو بات من وعن نقل کرتے ہیں وہ ''قرآن'' کہلاتا ہے۔

☆ نبی اللہ تعالیٰ کی جو بات اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں اسے ''حدیث'' کہا جاتا ہے۔

☆ قرآن وحدیث دونوں پر ایمان لانا اور عمل کرنا واجب ہے۔

☆ احادیث بھی ہمارے لئے ویسے ہی واجب العمل ہیں، جیسا کہ قرآن ہمارے لئے واجب العمل ہے۔

☆ احادیث کا انکار کرنا وحی الٰہی اور قرآن کی بہت سی آیات کا انکار ہے۔

☆ احادیث قرآن کی تشریح وتفسیر ہے، احادیث کے ذریعہ قرآن پر عمل کرنا آسان ہے، احادیث کے بغیر قرآن کی بہت سی آیات پر عمل کرنا مشکل ہے۔

سوالات :

۱) اپنی خواہش سے کون نہیں بولتے ؟

۲) نبی کا کہنا کیا ہوتا ہے؟

۳) نبی کس کی بات بیان کرتے ہیں؟

۴) نبی کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کیا ہوتے ہیں؟

۵) قرآن کسے کہتے ہیں؟

۶) حدیث کسے کہا جاتا ہے؟

۷) قرآن وحدیث پر عمل کرنا کیسا ہے؟

۸) احادیث ہمارے لئے کس طرح واجب العمل ہے؟

۹) احادیث کا انکار کیا ہے؟

۱۰) احادیث کی کیا حیثیت ہے؟

۱۱) احادیث کا کیا فائدہ ہے؟

جوڑیاں ملائیے !

نبی کی بات	واجب
قرآن وحدیث پر عمل	احادیث
احادیث کا انکار	اللہ کی وحی
قرآن کی تشریح	وحی کا انکار

قرآن کی صفات

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا، هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ . (یونس: ۵۷-۵۸)

ترجمہ:

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایسی کتاب آچکی ہے، جو نصیحت ہے اور دلوں کی تمام بیماریوں کے لئے شفا ہے، اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے، (اے پیغمبر! ان سے) کہہ دو کہ (یہ کتاب) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے نازل ہوئی، تو لوگوں کو چاہئے کہ اس سے خوش ہوں، یہ ان ساری چیزوں سے بہتر ہے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔

☆ قرآن پاک کی یہاں چار صفات بیان کی گئی ہیں: (۱) نصیحت (۲) شفاء (۳) ہدایت (۴) رحمت۔

☆ قرآن کریم دل اور روح کی بیماریوں جیسے: طفر، باطل عقائد، برے اخلاق، حسد، بغض، کینہ وغیرہ کے لئے شفاء ہے، نہ کہ جسمانی بیماریوں کے علاج کے لئے، اللہ تعالیٰ نے ہی جڑی بوٹیاں پیدا کی ہیں، جس سے ساری دوائیں تیار کی جاتی ہیں، اور جسمانی علاج کیا جاتا ہے۔

☆ کافر اور منافق لوگ قرآن کریم کے نازل ہونے پر خوش نہیں ہوتے، بلکہ وہ قرآن پر اعتراض شروع کردیتے ہیں، حالانکہ قرآن سارے لوگوں کے لئے سراپا رحمت ہے۔

☆ کافر مال و دولت کے ملنے پر خوش ہوتے ہیں، جب کہ مسلمانوں کو قرآن جیسی عظیم نعمت کے ملنے پر خوش ہونا چاہئے۔

☆ اگر کسی کو بادشاہ یا منسٹر کا کوئی خط وصول ہو تو اسے کس قدر خوشی ہوگی، جب کہ قرآن بادشاہوں کے بادشاہ کا پیغام ہمارے موجود ہے، مال و دولت کے بجائے اسی نعمت پر ہمیں سب سے زیادہ خوش ہونا چاہئے ،اور اس پر عمل کر کے اور اسے اپنی زندگی میں لا کر اپنی زندگی کو خوش حال اور خوش گوار بنانا چاہئے ،علامہ اقبال کا شعر ہے:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

سوالات:

۱) قرآن پاک کی یہاں کتنی صفات بیان کی گئی ہیں؟
۲) قرآن حکیم کیسی بیماریوں کے لئے شفاء ہے؟
۳) جڑی بوٹیاں کس نے پیدا کی ہیں؟
۴) جڑی بوٹیوں سے کیا تیار کیا جاتا ہے اور ان سے کون سا علاج کیا جاتا ہے؟
۵) قرآن کے نازل ہونے پر کون خوش نہیں ہوتے تھے؟
۶) قرآن کن کے لئے رحمت ہے؟
۷) کافر کس بات سے خوش ہوتے ہیں؟
۸) مسلمانوں کو کس بات سے خوش ہونا چاہئے؟
۹) کسی کو بادشاہ کا خط ملے تو اسے کیا محسوس ہوگا؟
۱۰) قرآن کس کا پیغام ہے؟

۱۱) اپنی زندگی کو خوش گوار بنانے کا طریقہ کیا ہے؟

۱۲) علامہ اقبال کا شعر کیا ہے؟

قرآن کے تعلق سے مسلمانوں اور کافروں کا یہ رویہ بتائیے !

کافروں کا رویہ	مسلمانوں کا رویہ
۱:	۱:
۲:	۲:
۳:	۳:

صحیح جواب قوسین میں لکھئے !

☆ قرآن پیغام ہے۔ (   )

۱) بادشاہ کا ۲) منسٹر کا ۳) بادشاہوں کے بادشاہ کا

☆ قرآن جیسی نعمت پر خوش ہوتے ہیں۔ (   )

۱) کافر ۲) مسلمان ۳) منافق

قرآن کے نازل ہونے پر خوش نہیں ہوتے۔ (   )

۱) منافق ۲) کافر ۳) دونوں

☆ قرآن حکیم شفا ہے۔ (   )

۱) دل اور روح کی بیماری ۲) دل کی بیماری ۳) جسمانی بیماری

عملی کام:

قرآن حکیم کی مزید چند صفات بیان کی گئی ہیں، قرآن سے انہیں تلاش کر کے نکالئے۔

اللہ کی رسّی

وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعاً وَّ لاَ تَفَرَّقُوۡا، وَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ كُنۡتُمۡ أَعۡدَاءً فَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهِ إِخۡوَاناً، وَ كُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنۡقَذَكُمۡ مِنۡهَا، كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ . (آل عمران: ۱۰۳)

ترجمہ:

تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑے رہو اور تفرقہ میں نہ پڑو، اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی اور اس کے فضل سے تم بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، پھر اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا، اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں صاف صاف بیان کرتا ہے، تا کہ تم سیدھے راستہ پر قائم رہو۔

☆ اللہ کی رسی سے مراد اللہ کی کتاب قرآن یا اللہ کا دین اسلام ہے۔

☆ قرآن اور دین سے اپنا رشتہ اتنا مضبوط کر لینا چاہئے کہ فرقہ بندی کی نوبت ہی نہ آئے۔

☆ فرقہ بندی کی وجہ خود غرضی اور تعصب ہوتا ہے، اسلام میں ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

☆ اسلام سے پہلے لوگ مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے، ہر گروہ دوسرے گروہ کا

جانی دشمن تھا۔

☆ اسلام نے عقیدہ توحید کے ذریعہ ان کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا، دُنیا میں جتنے بھی مسلمان ہیں، وہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

☆ بھائی بننے کے بعد اپنے ہی بھائیوں سے دشمنی کرنا بڑی شرمندگی کی بات ہے۔

ا سوالات:

۱) اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا ہے؟

۲) اللہ تعالیٰ نے کس بات سے روکا ہے؟

۳) اسلام سے پہلے لوگوں کا کیا حال تھا؟

۴) اللہ اپنی آیتیں کس لئے بیان فرماتا ہے؟

۵) اللہ کی رسی سے کیا مراد ہے؟

۶) قرآن اور دین سے کس طرح رشتہ مضبوط کر لینا چاہئے؟

۷) فرقہ بندی کی کیا وجہ ہوتی ہے؟

۸) اسلام نے کس طرح لوگوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا؟

۹) ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے کیا رشتہ ہے؟

۱۰) شرمندگی کی بات کیا ہے؟

اللہ کی مدد

وَ الَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا، وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ.

(العنکبوت: ٦٩)

ترجمہ:

اور جو لوگ ہمارے راستہ میں مشقت اُٹھاتے ہیں، ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھائیں گے، اور بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

☆ جو لوگ اللہ کے دین کو عام کرنے اور اسے غالب کرنے کے لئے محنت کرتے ہیں، اس کی خاطر سختیاں جھیلتے ہیں اور خطرات مول لیتے ہیں، تو اللہ ان کے ساتھ ہو جاتا ہے، ان کا کام آسان کر دیتا ہے اور ہر موڑ پر ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

☆ ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں ہدایت کے راستہ پر چلنا اور دوسروں کو چلانا آسان ہو جاتا ہے، اور آخرت میں جنت کی راہیں ان کے لئے کھل جاتی ہیں۔

☆ اللہ کے راستہ میں جتنی محنت، نیک نیتی اور حسن کارکردگی ہوگی، اتنی ہی اللہ کی مدد، توفیق اور ہدایت شامل رہے گی۔

☆ آج ہم اللہ کے دین کی مدد اور محنت میں کوتاہی کر رہے ہیں، اس لئے اللہ کی مدد اور کامیابی سے ہم محروم ہوتے جا رہے ہیں۔

I سوالات:

۱) الل کے راستہ میں مشقت اُٹھانے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا انعام فرماتا ہے؟

۲) اللہ تعالیٰ کی مدد کن لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے؟

۳) اللہ کے دین کو عام کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کیا مہربانیاں ہوتی ہیں؟

۴) دنیا میں ہدایت اور آخرت میں جنت کے راستے کن کے لئے آسان ہو جاتے ہیں؟

۵) اللہ کی مدد، توفیق اور ہدایت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟

۶) آج ہم اللہ کی مدد اور کامیابی سے کیوں محروم ہوتے جا رہے ہیں؟

II جوڑ لگائیے!

۱)	نیکی کرنے والوں کے ساتھ	اللہ کی مدد
۲)	دُنیا میں	مدد سے محرومی
۳)	آخرت میں	اللہ
۴)	اللہ کے راستہ میں محنت	ہدایت کا راستہ آسان
۵)	محنت میں کوتاہی	جنت کا راستہ آسان

حق و باطل کی کشمکش

وَ لَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ، فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ.

(آل عمران: ۱۲۳)

ترجمہ:

دیکھو! بدر کی لڑائی میں اللہ نے تمہاری مدد کی تھی، حالاں کہ تم کمزور تھے، تو اللہ سے ڈرو (اور اس کے احسان کو یاد کرو) تا کہ تم شکر گزار بنو۔

☆ جنگ بدر اسلام کی پہلی جنگ ہے، جو ۲ ھ ہجری میں لڑی گئی۔

☆ اس وقت مسلمان جنگی ساز و سامان اور افرادی قوت کے اعتبار سے بہت کمزور حالت میں تھے۔

☆ مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی، ان کے پاس صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔

☆ مکہ کے مشرکوں کی تعداد ایک ہزار تھی، وہ لوگ جنگی ہتھیار سے پورے طور پر لیس تھے۔

☆ اللہ کے رسول ﷺ نے پوری رات اپنے رب سے کامیابی کی دعا مانگی اور صبح میں ایک ماہر فوجی سپہ سالار کی طرح مورچہ ترتیب دیا۔

☆ مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح حاصل ہوئی اور کافروں کو ذلت آمیز شکست ہوئی۔

☆ اس جنگ میں مسلمانوں کی کامیابی کی اہم وجہ یہ تھی کہ مسلمان مظلوم اور بے قصور تھے، مکہ والوں نے انہیں ستا ستا کر مدینہ ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا، مکہ والوں نے وہاں بھی سکون

سے رہنے نہیں دیا، یہاں تک کہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے مدینہ آ گئے۔

☆ مظلوموں کے ساتھ اللہ کی خاص مدد ہوتی ہے، مسلمانوں کے بچہ بچہ کے دل میں جہاد کا شوق تھا، وہ اپنی بدحالی کے باوجود اللہ کے دین میں رُکاوٹ پیدا کرنے والی ہر طاقت سے مقابلہ کو تیار تھے، انہوں نے جنگ کے دوران اپنے سپہ سالار رسول اکرم ﷺ کی ہر ہدایت پر عمل کیا اور کسی جگہ بھی نافرمانی نہیں کی۔

ا سوالات:

۱) اسلام کی پہلی جنگ کون سی ہے؟

۲) یہ جنگ کس سن ہجری میں لڑی گئی؟

۳) جنگ بدر کے وقت مسلمان کیسی حالت میں تھے؟

۴) جنگ میں مسلمانوں کو تعداد کتنی تھی؟

۵) مشرکوں کی تعداد کتنی تھی؟

۶) مسلمانوں کے پاس کتنے گھوڑے اور اونٹ تھے؟

۷) مشرکین کن چیزوں سے لیس تھے؟

۸) اللہ کے رسول ﷺ نے پوری رات کیا کیا؟

۹) صبح میں رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا؟

۱۰) جنگ بدر میں کن کو فتح حاصل ہوئی اور کن کو شکست ہوئی؟

۱۱) جنگِ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کی اہم وجہ کیا تھی؟

۱۲) اللہ کی مدد کن کے ساتھ ہوتی ہے؟

۱۳) مسلمانوں کے بچہ بچہ میں کس بات کا شوق تھا؟

۱۴) مسلمان اپنی بدحالی کے باوجود کس چیز کے لئے تیار تھے؟

۱۵) جنگ کے دوران مسلمانوں نے کس کی ہدایت پر عمل کی؟

II صحیح جوڑیاں ملائیے :

۱)	مسلمانوں کی تعداد	جہاد کا شوقین
۲)	کافروں کی تعداد	کافروں کو
۳)	اسلام کی پہلی جنگ	۲ گھوڑے اور ۷۰ اونٹ
۴)	جنگ بدر واقع ہوئی	۳۱۳
۵)	مسلمانوں کے پاس	۱۰۰۰
۶)	مشرکین	۲ سنہ ہجری
۷)	جنگ میں فتح	غزوہ بدر
۸)	جنگ میں شکست	جنگی ہتھیاروں سے لیس
۹)	مسلمانوں کا بچہ بچہ	مسلمانوں کو

اہل جنت کے اوصاف

وَ سَارِعُوْا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ، اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَ الضَّرَّاءِ وَ الْكَاظِمِيْنَ الْغَيْضَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ، وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ، وَ الَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوْا اللّٰهَ فَاسْتَغْفِرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ، وَ مَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْمَلُوْنَ، أُوْلٰئِكَ جَزَاءَ هُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا، وَ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِيْنَ . (آل عمران: ۱۳۳-۱۳۶)

ترجمہ :

اپنے پرودگار کی مغفرت اور جنت کی طرف بڑھو، جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، یہ ان پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے، جو خوش حالی اور تنگی میں (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں، غصہ کو پی جاتے ہیں، لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں، اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے، اور وہ لوگ جب کوئی سخت گناہ کر بیٹھتے ہیں یا (کوئی نامناسب حرکت کر کے) اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے! اور وہ جان بوجھ کر اپنے برے کاموں پر اڑے نہیں رہتے ہیں، ان لوگوں کا

بدلہ ان کے پرودگار کی طرف سے مغفرت اور جنت کے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ اچھے کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

☆ نافرمانی اور دنیا کے پیچھے بھاگ کر آخرت تباہ کرنے کے بجائے فرماں برداری کر کے جنت کے راستہ کی طرف تیزی سے بڑھنا چاہئے۔

☆ متقیوں کا تعارف کراتے ہوئے یہاں ان کی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں:

۱) وہ تنگی اور خوش حالی دونوں حالتوں میں خرچ کرنے سے نہیں گھبراتے ہیں۔

۲) غصہ کو پی جاتے ہیں۔

۳) لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔

۴) گناہ سرزد ہونے کے بعد اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

۵) وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتے ہیں۔

☆ ہمیں جنت میں جانے کی خواہش ہے تو ہمیں متقیوں کی صفات کو اختیار کرنا چاہئے۔

I سوالات :

۱) اللہ تعالیٰ نے کس طرف بڑھنے کا حکم دیا؟

۲) کس طرف بھاگنے سے بچنا چاہیئے؟

۳) جنت کی وسعت کیسی ہے؟

۴) جنت کن لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے؟

۵) متقیوں کی کیا کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

۶) جنت میں جانے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

II جوڑیاں ملائیے :

۱)	جنت	جنت کی طرف
۲)	جنت کی وسعت	دُنیا کی طرف
۳)	بڑھو	زمین وآسمان کے برابر
۴)	مت بھاگو	متقیوں کی صفات اپناؤ
۵)	متقیوں کی صفات	متقیوں کے لئے
۶)	جنت میں جانے کے لئے	پانچ

سمندر کے فائدے

وَ هُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوْا مِنْهُ لَحماً طَرِيّاً وَ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حُلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا، وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ . (النحل: ١٤)

ترجمہ:

اور وہ ایسا ہے جس نے سمندر کو تمہارے تابع کیا تاکہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ، اور اس میں سے زیور نکالو، جس کو تم پہنتے ہو، اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو چیرتی چلی جاتی ہیں، تاکہ اس کا فضل تلاش کرو اور اس کا شکرادا کرو۔

☆ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تین احسانات کا ذکر کیا ہے:

۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کو ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر پر قابو دیا کہ وہ تازمچھلیاں نکال کر استعمال کرتا ہے۔

۲) انسان سمندر کی تہوں سے ہیرے، جواہرات، موتی اور مونگے نکال کر نفیس زیورات بناتا ہے۔

۳) انسان بڑے بڑے جہاز اور کشتیوں کو خوفناک موجوں میں چیرتے ہوئے ایک ملک سے دوسرے ملک لے جاتا ہے، اور تجارت کر کے دولت حاصل کرتا ہے۔

☆ انسان کو ان احسانات پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اسی کی عبادت کرنی چاہئے، اور حلال روزی کو اختیار کر کے حرام سے بچنا چاہئے۔

I سوالات:

۱) کس نے سمندر کو انسان کے تابع کر دیا ہے؟

۲) سمندر سے انسان کیا کیا چیزیں نکالتا ہے؟

۳) آیت میں اللہ تعالیٰ نے کتنے احسانات کا ذکر کیا ہے؟

۴) جہاز اور کشتیوں کے ذریعہ انسان کیا کرتا ہے؟

۵) انسان کو ان احسانات کے بدلے کیا کرنا چاہئے؟

II عملی کام:

سمندر سے اور کیا فائدے ہیں؟ سوشل کی کتابوں میں ڈھونڈ کر لکھو۔

رات ودن کی تبدیلی کی حکمت

قُلۡ أَرَأَيۡتُمۡ إِنۡ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمُ اللَّيۡلَ سَرۡمَداً إِلَى يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ مَنۡ إِلٰهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَأۡتِيكُمۡ بِضِيَاءٍ أَفَلاَ تَسۡمَعُوۡنَ، قُلۡ أَرَايۡتُمۡ إِنۡ جعَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمُ النَّهَارَ سَرۡمَداً إِلَي يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ مَنۡ إِلٰهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَأۡتِيكُمۡ بِلَيۡلٍ تَسۡكُنُوۡنَ فِيۡهِ، أَفَلاَ تَبۡصُرُوۡنَ، وَ مِنۡ رَحۡمَتِهٖ جعَلَ لَكُمُ اللَّيۡلَ وَ النَّهَارَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ . (القصص: ۷۱-۷۳)

ترجمہ:

(اے پیغمبر! ان سے) کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر اللہ تمہارے اوپر ہمیشہ قیامت تک رات کو باقی رکھے، تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی لائے؟ تو کیا تم سنتے نہیں؟ (اور) کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر اللہ قیامت تک تمہارے اوپر دن کو باقی رکھے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہارے لئے رات لائے جس میں تم آرام کرو؟ تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ اسی نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن دونوں بنائے، تا کہ تم رات میں آرام کرو، اور (دن میں) اس کا فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔

☆ رات اور دن کو انسان ایک معمول خیال کرتا ہے، حالاں کہ رات ودن کے لئے زمین کو ایک طویل گردش کرنی پڑتی ہے۔

☆ رات ودن کے اس نظام کو چلانے والا رب العالمین ہے، اگر وہ اس نظام میں تبدیلی

لا دے اور ہمیشہ رات ہی رکھے، تو انسان سورج کی روشنی کہاں سے حاصل کرسکتا ہے؟ اور رات کے اندھیرے میں کیسے کاروبار کرسکتا ہے؟

☆ اسی طرح اگر ربِ کائنات ہمیشہ دن ہی رکھے تو انسان آرام وسکون کے لئے ترس جائے ، ہمیشہ دن رہنے کی وجہ سے کوئی نہ کوئی کاروبار میں لگا رہے گا ، انسان کوسکون کی نیند نصیب نہیں ہوسکے گی۔

☆ اللہ نے دن اور رات مقرر کر کے کاروبار اور آرام کا وقت متعین کردیا ہے، یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے، ہمیں اس نعمت کو معمولی خیال نہیں کرنا چاہئے اور اس پر اللہ کا شکرادا کرنا چاہئے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا اندازہ کرنے کے لئے دُنیا کے بعض علاقہ میں جیسے: قطب شمالی وجنوبی میں چھ مہینہ کا دن اور چھ مہینے کی رات بنائی ہے، وہاں کے لوگوں کو اس نعمت کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے اور مشکلات کا عملی تجربہ ہوتا ہے۔

ا سوالات:

۱) رات اور دن کس نے بنائے؟

۲) اللہ نے رات ودن کس کے لئے بنائے؟

۳) بڑی نعمت کیا ہے؟

۴) انسان رات ودن کو کیا خیال کرے؟

۵) رات ودن کے لئے زمین کو کیا کرنا پڑتا ہے؟

۶) رات دن کے نظام کو چلانے والا کون ہے؟

۷) اگر ہمیشہ رات رہے تو ہمارا کیا نقصان ہوگا؟

۸) اگر ہمیشہ دن رہے تو ہمیں کیا پریشانی ہوگی؟

۹) رات ودن کی نعمت کا صحیح اندازہ کن لوگوں کو ہوسکتا ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے !

☆ رات ودن کے نظام کو چلانے والا.................. ہے۔

☆ رات ودن کے لئے زمین کو ایک.................. کرنی پڑتی ہے۔

☆ رات ودن کو انسان ایک.................. خیال کرتا ہے۔

☆ قطب شمالی وجنوبی میں............ مہینے دن اور............ مہینے رات ہوتی ہے۔

☆ اللہ نے رات کو............ کے لئے اور دن کو............ کے لئے بنائے ہیں۔

III عملی کام:

دنیا کے نقشہ میں قطب شمالی اور قطب جنوبی کے ان علاقوں کی نشان دہی کیجئے جہاں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے۔

ہر نماز سے پہلے مناسب لباس کا اہتمام

يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ . (الأعراف: ۳۱)

ترجمہ:

اے آدم کی اولاد! ہر نماز کے وقت (لباس وغیرہ سے) اپنے کو آراستہ کرلیا کرو۔

☆ نماز اور دوسری عبادت کے وقت پورے طور پر صاف اور عمدہ لباس سے پورے جسموں کو ڈھانکنا زینت ہے۔

☆ جسموں کو کھلا رکھنا زینت اور فیشن نہیں، بلکہ بے ادبی اور جہالت ہے۔

☆ زمانہ جاہلیت میں عرب میں بے لباس ہو کر عبادت کرنے کو اچھا سمجھا جاتا تھا، آج بھی بعض ہندوستانی مذاہب میں ایسا تصور ہے۔

☆ اسلام کا حکم یہ ہے کہ عمدہ اور مکمل لباس پہن کر عبادت کی جائے ، ستر کے حصے ڈھانکے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے۔

☆ میلے اور کام کے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

☆ جمعہ اور عید کے دن سُرمہ لگانا، خوشبو لگانا اور سب سے عمدہ لباس پہننا مستحب ہے۔

I سوالات:

۱) اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا ہے؟

۲) زینت کیا ہے؟

۳) بےادبی اور جہالت کیا ہے؟

۴) زمانہ جاہلیت میں عرب کس طرح عبادت کرنے کو اچھا سمجھتے تھے؟

۵) بعض ہندوستانی مذاہب میں کیا تصور ہے؟

۶) اسلام کا کیا حکم ہے؟

۷) کیا ستر کو ڈھانکے بغیر نماز ہوتی ہے؟

۸) کیسے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے؟

۹) جمعہ اور عید کے دن کیا کیا کام مستحب ہے؟

II جوڑیاں ملائیے:

زینت	میلے کپڑوں میں نماز پڑھنا
بےادبی اور جہالت	صاف اور عمدہ لباس سے پورے جسم کو ڈھانکنا
سر ڈھانکے بغیر نماز پڑھنا	جسموں کو کھلا رکھنا
مکروہ	جمعہ اور عید کے دن سرمہ، خوشبو اور عمدہ لباس
مستحب	ناجائز

اسلامی لباس

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُّوَارِي سَوْآتِكُمْ وَ رِيْشاً، وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْر. ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ، يَا بَنِي آدَمَ لاَ يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا اَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهِمَا سَوْآتَهِمَا، إِنَّهٗ يَرَاكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لاَ تَرَوْنَهُمْ، إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِيْنَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ. (الأعراف: ٢٦-٢٧)

ترجمہ :

اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے ایسا لباس مہیا کیا جو تمہاری ستر پوشی کرتا ہےاور جو زینت بھی ہے،اور جو پرہیز گاری کا لباس ہے، وہ تمام لباسوں سے بہتر ہے، یہ اللہ (کی قدرت) کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، تا کہ لوگ اس بات سے نصیحت حاصل کریں، اے بنی آدم! (دیکھو!) شیطان تمہیں اس طرح نہ بہکاوے جس طرح اس نے تمہارے ماں ، باپ کو (بہکا کر) جنت سے نکلوادیا (اور) ان سے ان کے لباس اتروادیئے تاکہ ان کے ستر کی چیزیں ان پر ظاہر کردے، (دیکھو!) وہ اوراس کا گروہ تمہیں اس طرح دیکھتا ہے کہ تم اسے نہیں دیکھتے ، (دیکھو!) ہم نے شیطانوں کو ان ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے ۔

☆ لباس میں ستر پوشی مقدم ہے،اس کے بعد زینت کا درجہ ہے۔

☆ ایسا لباس پہننا جس سے ستر پوشی نہ ہو، صرف زینت ہو، حرام ہے۔

☆ تقویٰ کا لباس یعنی ایسا لباس اختیار کیا جائے کہ ظاہر و باطن دونوں کی پردہ پوشی ہو جائے، جس کو پہن کر تکبر، فخر و غرور، ناجائز نمائش اور گناہ کی طرف طبیعت راغب نہ ہو۔

☆ مرد کے لئے ریشم اور سونے چاندی کے تار کے لباس پہننا حرام ہے اور عورتوں کے لئے باریک اور چست لباس پہننا حرام ہے، نیز عورتوں کے لئے جسم کا کچھ حصہ کھلا رکھنا بھی حرام ہے، مرد کے لئے بھی ایسا چست لباس جس سے جسم کے اعضاء نمایاں ہوتے ہوں جائز نہیں ہے۔

☆ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے، شیطان نے ہمارے باپ، ماں حضرت آدم و حواء کے لباس اترواکر جنت سے نکلوادیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو دنیا میں لباس تیار کرنے کی رہنمائی کی، اب اگر انسان رہنمائی کے باوجود لباس کے معاملہ میں بے راہ روی کا مظاہرہ کرے اور عریانیت اختیار کرے تو شیطان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو بھی جنت سے نکلوادے گا اور جنت میں جانے نہیں دے گا۔

سوالات:

۱) اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کیسا لباس مہیا کیا ہے؟

۲) لباس میں کیا چیز مقدم ہے؟

۳) کیسا لباس حرام ہے؟

۴) تقویٰ کے لباس کا کیا مطلب ہے؟

۵) مرد کے لئے کیسا لباس حرام ہے؟

۶) عورت کے لئے کیسا لباس حرام ہے؟

۷) عورتوں کے لئے جسم کا کچھ حصہ کھلا رکھنا کیسا ہے؟

۸) مرد کے لئے کیسا لباس جائز نہیں؟

۹) انسان کا کھلا دشمن کون ہے؟

۱۰) شیطان نے کن کو لباس اتر وا کر جنت سے نکلوا دیا؟

۱۱) اگر انسان عریانیت اختیار کرے تو شیطان کیا کرے گا؟

II جوڑ لگائیے !

۱)	ستر پوشی	شیطان
۲)	زینت	سب کے لئے حرام
۳)	کھلا دشمن	مقدم
۴)	ریشم اور سونے کے لباس	اس کے بعد
۵)	باریک اور چست لباس	مرد کے لئے حرام

بے حیائی کی تشہیر

إِنَّ الَّـذِيْـنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةَ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ أَنْتُمْ لا تَعْلَمُوْنَ.

ترجمہ:

بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

☆ آج بہت سے لوگ مسلم معاشرہ میں بے حیائی اور بداخلاقی پھیلانے کی جان توڑ کوشش کر رہے ہیں، جیسے: جمعہ کے دن عین جمعہ کے وقت نئی فلمیں ریلیز کرنا، مسلم محلوں میں تھیٹر، کلب اور شراب خانوں کا قیام، رقص اور گانے بجانے کی محفلیں، گندی تصاویر، برے آڈیو / ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز وغیرہ کی اشاعت۔

☆ بہت سے مسلمان بھی اس کوشش میں دوسروں کا ساتھ دے رہے ہیں، انہیں معلوم نہیں کہ مسلم معاشرہ میں اس کے کتنے بھیانک نتائج نکلیں گے۔

☆ مسلم سماج میں بے حیائی پھیلانے والے دنیا میں بھی سزا کے مستحق ہیں، اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ برائیوں کے ان تمام اڈوں کو ختم کر کے برائی پھیلانے والوں کو سخت سزا دے۔

☆ غیر مسلم جمہوری اور سیکولر ملک میں اجتماعی وانفرادی طور پر مسلمانوں کو برائیوں کے بھیانک نتائج سے واقف کرا کر مسلم معاشرہ میں صالح اقدار کی فروغ دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔

☆ حدیث میں ہے کہ: ''تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے اس کو چاہئے کہ اسے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا معمولی درجہ ہے۔

I سوالات:

۱) مسلمانوں کے درمیان بے حیائی پھیلانے والوں کا کیا انجام ہے؟
۲) آج مسلم معاشرہ میں کس کس طرح بے حیائی پھیلائی جارہی ہے؟
۳) اسلامی حکومت کی کیا ذمہ داری ہے؟
۴) جمہوری ملک میں برائیوں کی روک تھام کس طرح کرنی چاہئے؟
۵) حدیث میں ہمیں کیا بتایا گیا ہے؟

II عملی کام:

برائیوں کی روک تھام کے لئے ایک پروجیکٹ تیار کیجئے!

مخرب اخلاق لٹریچر

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ يَتَّخِذُهَا هُزُواً، اُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. (لقمان: ٦)

ترجمہ:

لوگوں میں کوئی آدمی ایسا بھی ہے جو دل فریب کلام خرید کر لاتا ہے، تاکہ بغیر جانے لوگوں کو اللہ کے راستہ سے گمراہ کرے اور اس کو مذاق بنادے، یہی لوگ ہیں جن کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

☆ بہت سے ایسے جاہل اور بدبخت ہیں جو اللہ کی کتابِ ہدایت کو چھوڑ کر ناچ، گانے کھیل، تماشے، قصے اور کہانی میں مصروف ہیں، اور چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے ہٹا کر ان خرافات میں لگادیں، اور ان کھیل کو اصل قرار دے کر اللہ کے دین کو کھیل مذاق بنادیں۔

☆ آج فلم، ٹیلی ویژن اور اس کے مختلف سیریلس، آڈیو، ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز وغیرہ کے ذریعہ اسی بات کی کوشش کی جارہی ہے۔

☆ اب مسلم نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ ایک طرف مسلمانوں کو قرآن کے حکیمانہ کلام اور کھیل تماشے کی باتوں کا فرق بتائیں اور ان کو قرآن کی طرف راغب کریں، دوسری طرف ٹیلی ویژن، آڈیو اور ویڈیو کیسٹ اور سی ڈیز وغیرہ قرآن وحدیث کی حکایات، اسلامی تعلیمات و

تحقیقات ، اسلامی تاریخ کے سچے واقعات ، مسلم اسکالرس اور سائنٹسٹ کا تعارف ، اسلامی اخلاق اور تہذیب وثقافت پر مشتمل مفید پروگرام پیش کرنے کی کوشش کریں۔

I سوالات :

۱) اللہ نے آیت میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

۲) بہت سے جاہل اور بد بخت کیسے ہیں؟

۳) آج کن ذرائع سے مسلمانوں کو اللہ کے راستہ سے روکنے کی کوشش کی جارہی ہے؟

۴) مسلم نوجوانوں کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں؟

II عملی کام :

ٹیلی ویژن پر خبروں کے علاوہ صرف مفید پروگرام ہی دیکھیں ، مفید پروگرام اور مفید چیانل جیسے: Peace T.V وغیرہ کا انتخاب کریں اور فحش پروگرام نہ دیکھیں۔

وعدہ کا احترام

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ. (المائدة: ١)

ترجمہ:

اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو!

☆ ایک آدمی جب ایمان لاتا ہے تو گویا وہ ہر معاملہ میں اللہ ورسول کی فرماں برداری کا عہد کرتا ہے۔

☆ اسلا نے زندگی کے ہر معاملہ میں رہنمائی کی ہے اور انسان کو پابند کیا ہے کہ وہ ہر معاملہ کو اللہ ورسول کے حکم کے مطابق پورے طور پر انجام دے، چاہے اس کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہو یا بندوں کے حقوق سے، چاہے یہ معاملہ شخصی ہو یا اجتماعی، سیاسی ہو یا سماجی، مسلمانوں سے متعلق ہو یا غیر مسلم سے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ عہد کو پورا کرنے کی تاکید اس طرح کی ہے: ''**أوفوا بالعهد ، إن العهد كان مسئولا** ، '' عہد کو پورا کرو، یقیناً عہد کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

☆ ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: '' اللہ نے جو تم پر احسان کیا ہے، اس کو یاد کرو اور اس عہد کو بھی یاد کرو جس کا وہ تم سے پکا قول وقرار لے چکا ہے، جب تم نے کہا تھا کہ (خدایا) ہم نے تیرا حکم سنا اور اطاعت قبول کی، تو اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ (المائدہ: ۷)

☆ تمام عہد و پیمان وعدہ اور معاملہ کو پورا کرنا دین داری کی علامت ہے، اور ان میں کوتاہی بد دینی کی علامت ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ''**و لا دین لمن لا عهد له.** ''جس کو عہد و پیمان کا کوئی خیال نہیں، اس کا کوئی دین نہیں۔ (شعب الایمان)

ا سوالات:

۱) اللہ تعالیٰ نے کیا حکم فرمایا ہے؟

۲) ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

۳) اسلام نے کس معاملہ میں رہنمائی کی ہے؟

۴) اسلام نے انسان کو کس بات کا پابند کیا ہے؟

۵) معاملات کی کیا کیا قسمیں ہیں؟ بتایئے!

۶) عہد کو پورا کرنے کی اللہ نے کس طرح تاکید کی ہے؟

۷) دوسری آیت میں عہد سے متعلق کیا ارشاد ہے؟

۸) دین داری کی علامت کیا ہے؟

۹) بد دینی کی علامت کیا ہے؟

۱۰) اللہ کے رسول ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟

ناپ تول میں کمی

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ الَّذِيۡنَ إِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ، وَ إِذَا كَالُوۡهُمۡ أَوۡ وَزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ، أَلَا يَظُنُّ أُولٰئِكَ أَنَّهُمۡ مَبۡعُوۡثُوۡنَ لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ، يَوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ . (المطففين: ١-٦)

ترجمہ:

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے کہ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں، اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں، کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے ہولناک دن میں زندہ کئے جائیں گے، اس دن لوگ پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

☆ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ اگر ان کے ساتھ کوئی کمی کرے تو کتنی تکلیف ہوگی، وہ خود تو پورا پورا وصول کرنا چاہتے ہیں، لیکن دیتے وقت کم کر دیتے ہیں، جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہیں، وہی دوسروں کے لئے پسند کرنا چاہئے۔

☆ ناپ تول میں کمی کرنے والے دنیا میں لوگوں کی نگاہوں سے بچ سکتے ہیں، لیکن آخرت میں اللہ کی نگاہ سے نہیں بچ سکتے ہیں، ہر شخص کو اللہ کے سامنے حاضر ہو کر حساب دینا ہے، جس کو اللہ کے سامنے حاضر ہونے کا پختہ یقین ہوگا، وہ کبھی ڈنڈی نہیں مارے گا۔

☆ قرآن میں کئی جگہ ناپ تول صحیح رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، ایک جگہ ارشاد ہے: ''أوفوا

الکیل و المیزان بالقسط . ''انصاف کے ساتھ ناپ اور تول پوری پوری کرو۔

(الانعام:۱۵۲)

☆ ناپ تول میں کمی کرنا بہت ہی گھٹیا حرکت ہے، بے ایمانی کی علامت ہے اور لوگوں کے ساتھ دھوکہ ہے، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں یہ مرض عام تھا، اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ کی بارش برسا کر ان کو ہلاک کر دیا۔

I سوالات:

۱) کن کے لئے بڑی خرابی ہے؟

۲) لوگوں سے ناپ کر لیتے وقت ان کا کیا حال رہتا ہے؟

۳) لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے وقت وہ کیا کرتے ہیں؟

۴) ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو کیا سوچنا چاہئے؟

۵) دوسروں کے لئے کیسی چیز پسند کرنی چاہئے؟

۶) ناپ تول میں کمی کرنے والے کس کی نگاہ سے بچ نہیں سکتے؟

۷) ہر شخص کو کس کے سامنے حاضر ہو کر حساب دینا ہے؟

۸) کون ڈنڈی نہیں مار سکتا؟

۹) قرآن میں کس بات کی تاکید کی گئی ہے؟

۱۰) ایک جگہ کیا ارشاد ہے؟

۱۱) بہت ہی گھٹیا حرکت، دھوکہ اور بے ایمانی کیا ہے؟

۱۲) کس نبی کی قوم میں یہ مرض عام تھا؟

۱۳) اللہ تعالیٰ نے ان کو کس طرح ہلاک کر دیا؟

II عملی کام: کسی کو ناپ تول میں کمی کرتے دیکھو تو اس کو یہ باتیں بتاؤ!

حرام اشیاء

إِنَّـمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لاَ عَادٍ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ، إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ .

(البقرة: ۱۷۳)

ترجمہ:

اللہ نے تم پر حرام کیا ہے: مردہ جانور، خون، سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے، البتہ جو شخص مجبور ہو جائے، (اور منع کی ہوئی چیزوں میں سے کچھ کھائے) بشرطیکہ وہ شخص خدا کی نافرمانی کرنے والا اور حد سے بڑھ جانے والا نہ ہو، تو اس پر کچھ گناہ نہیں، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

☆ مردار جانور ہے جس کی جان ذبح شرعی کے بغیر نکل گئی ہو، جیسے: بغیر ذبح کئے جانور مر گیا، یا جانور پر جان بوجھ کر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، یا درندے جانور نے پھاڑ ڈالا ہو، حدیث کے مطابق دو مردے: ''مچھلی اور ٹڈی'' حلال ہیں۔

☆ بہتا ہوا خون حرام ہے، اس کی خرید وفروخت ناجائز ہے، البتہ جو خون ذبح کے بعد گوشت میں لگا رہے وہ حرام نہیں ہے۔

☆ جس جانور کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے، یا جس کھانے کو غیر اللہ پر نذر و نیاز کیا جائے، جیسے: پرشاد وغیرہ، ان کا کھانا حرام ہے۔

☆ جس جانور کو غیر اللہ جیسے: بت پیر، بزرگ اور پیغمبر کے نام پر چھوڑ دیا گیا ہو، اس کا کھانا حرام ہے، اگرچہ کہ ذبح کے وقت اللہ ہی کا نام لیا جائے۔

☆ جس جانور کو غیر اللہ کی تعظیم اور تقرب کے لئے ذبح کیا جائے، اگرچہ ذبح کے وقت اللہ ہی کا نام لیا جائے، وہ بھی حرام ہے۔

☆ حرام چیز استعمال کرنے کی اجازت تین شرطوں کے ساتھ اجازت ہے:

۱) اضطرار کہ بھوک پیاس سے جان جانے کی نوبت ہو۔

۲) اللہ کا قانون توڑنے کا ارادہ نہ ہو۔

۳) ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کیا جائے۔

اگر ان شرطوں کی رعایت کی جائے تو حرام کھانے کے باوجود اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔

ا سوالات:

۱) آیت میں اللہ تعالیٰ نے کن کن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے؟

۲) حرا چیزیں استعمال کرنے کی اجازت کن شرطوں کے ساتھ ہے؟

۳) مردار جانور سے کیا مراد ہے؟

۴) کون سا خون حرام ہے اور کون سا خون حرام نہیں ہے؟

۵) جس جانور کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے اس کا کیا حکم ہے؟

۶) جس کھانے کو غیر اللہ پر نذر و نیاز کیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۷) جس جانور کو بت یا بزرگ وغیرہ کے نام پر چھوڑ دیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۸) جس جانور کو غیر اللہ کی تعظیم اور تقرب کے لئے ذبح کیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے:

☆ بہتا ہوا خون .... ہے، اس کی خرید وفروخت .... ہے۔

☆ ذبح کے بعد جو خون گوشت میں لگا رہے وہ .... نہیں ہے۔

☆ دو مردے ....، .... حلال ہیں۔

☆ مندر اور درگاہ کے پاس ذبح کیا ہوا جانور .... ہے۔

رشوت — ایک سنگین گناہ

وَ لاَ تَـأْكُـلُـوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقاً مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ . (البقرة: ۱۸۸)

ترجمہ:

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، اور نہ مال کو حاکموں کے پاس (رشوت کے طور پر) پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال میں سے تھوڑا بہت (جو کچھ ہاتھ لگے) اس کو جان بوجھ کر، ناجائز طور پر کھا جاؤ۔

☆ چوری، ڈکیتی، جوا، سود، چٹ فنڈ، گھوڑے جوڑے کی رقم اور جہیز کے مطالبات وغیرہ کے ذریعہ مال حاصل کرنا حرام ہے۔

☆ حاکم کو رشوت دے کر ناجائز فائدے حاصل کرنا اور دوسروں کا حق مارنا، جیسے: غریبوں کی اسکیم سے مال دار کا فائدہ اُٹھانا، یا جان بوجھ کر دوسرے کی جائداد ہڑپنے کے لئے مقدمہ کرنا اور رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلے کرانا حرام و ناجائز طریقہ ہے۔

☆ رشوت دینے والے، رشوت لینے والے اور ان دونوں کے درمیان دلالی کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

☆ رشوت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہے، مگر جب رشوت کے بغیر جائز حق حاصل نہ ہو سکے یا مظالم دور کرنا ممکن نہ ہو تو رشوت دینا جائز ہوگا، لیکن رشوت لینا کسی صورت میں جائز نہیں۔

I سوالات :

۱) کن کن ذرائع سے مال حاصل کرنا حرام ہے؟

۲) حاکم کو رشوت دے کرنا جائز فائدہ کس طرح حاصل کیا جاتا ہے؟

۳) رشوت دے کر اپنے حق میں غلط فیصلے کرانا کیسا ہے؟

۴) کن لوگوں پر لعنت ہے؟

۵) رشوت لینا اور دینا کیسا ہے؟

۶) کن صورتوں میں رشوت دینا جائز ہے؟

۷) کیا رشوت لینا کسی بھی صورت میں جائز ہے؟

II عملی کام :

سبق کے علاوہ اپنی طرف سے ناجائز طریقہ سے مال حاصل کرنے کی چند مثال لکھئے !

بدگمانی

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْراً مِّنَ الظَّنِّ، إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَ لاَ تَجَسَّسُوْا وَ لاَ يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوْهُ، وَاتَّقُوْا اللّٰهَ، إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ . (الحجرات: ١٢)

ترجمہ:

اے ایمان والو! زیادہ گمان کرنے سے بچا کرو، کیوں کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کے تجسس میں نہ رہا کرو، اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، اس سے تم ضرور نفرت کروگے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بلاشبہ اللہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

☆ بدگمانی کی عادت بنالینا اور لوگوں سے بلاوجہ بدگمان رہنا گناہ ہے۔

☆ بدظنی سے اختلاف بڑھتا ہے اور حسن ظن کا موقع ضائع ہوجاتا ہے۔

☆ بدگمانی کے نتیجہ میں انسان دوسرے کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے، دوسرے کی جاسوسی کرنے لگتا ہے۔

☆ کسی کی ذاتی زندگی میں دخل دینا، کسی کے گھر میں جھانکنا، کسی کا خط پڑھنا، کسی کا فون سننا، انٹرنیٹ سے کسی کا رازدارانہ مواد حاصل کرنا وغیرہ بڑا گناہ ہے اور یہ چھچوری

حرکت ہے۔

☆ غیبت یہ ہے کہ آدمی کسی کے غائبانہ میں ایسی بات کہے جس کو وہ سن لے تو اس کو ناگوار ہو، اگر چہ کہ وہ بات اس میں موجود ہو، اگر وہ بات اس میں موجود نہیں تو یہ بہتان ہے۔

☆ حدیث میں ہے کہ غیبت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

☆ کسی کی غیبت کرنا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے زیادہ برا ہے۔

☆ کوئی بھی انسان مرے ہوئے بھائی کو گوشت کھانا ہرگز پسند نہیں کرتا ہے، تو وہ اس سے ناپسندیدہ چیز غیبت کو کیوں پسند کرتا ہے؟ اور غیبت کرنے سے کیوں باز نہیں آتا ہے؟

ا سوالات:

۱) اللہ تعالیٰ نے کن کن باتوں سے منع فرمایا ہے؟

۲) غیبت سے نفرت دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

۳) کس طرح کی بدگمانی گناہ ہے؟

۴) بدظنی سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

۵) کس بناء پر انسان دوسرے کے تجسس میں لگا رہتا ہے؟

۶) چھچوری حرکتیں کیا ہیں؟

۷) غیبت کیا ہے؟

۸) بہتا کیا ہے؟

۹) غیبت کرنے والا کہاں نہیں جائے گا؟

۱۰) غیبت کرنا کس سے زیادہ بدتر ہے؟

کسی کا مذاق اُڑانا

يَـا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَكُوْنُوْا خَيْراً مِنْهُمْ وَ لاَ نِسَـاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسٰى أَنْ يَكُنَّ خَيْراً مِنْهُنَّ وَ لاَ تَلْمِزُوْا أَنْفُسَكُمْ وَ لاَ تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ، بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقَ بَعْدَ الْإِيْمَانِ، وَ مَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ . (الحجرات: ۱۱)

ترجمہ:

اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے، کیا عجب ہے کہ (جن پر وہ ہنستے ہیں) وہ ان (ہنسنے والوں) سے بہتر ہوں، اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے، کیا عجب ہے کہ (جن پر وہ ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں، نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ اکی دوسرے کو برے نام سے پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام ہی برا ہے، اور جو ان حرکتوں سے توبہ ن ہ کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

☆ کسی کا مذاق اُڑانا، کسی پر ہنسنا، کسی کو پیٹھ پیچھے اشارہ کرنا، کسی کی نقل کرنا تمسخر کے حکم میں ہے، مردوں، عورتوں اور بچوں سب کو اس سے بچنا چاہیئے۔

☆ کسی کا مذاق اُڑانے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آدمی اس کو اپنے سے چھوٹا سمجھتا ہے، لیکن اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کون چھوٹا ہے اور کون بڑا۔

☆ کسی کو طعنے دینا اور عار دلانا بہت بڑا گناہ ہے۔

☆ کسی کو بُرے لقب دینا ارو برے لقب سے یاد کرنا اور پکارنا بھی بڑا گناہ ہے، مثلاً: کوئی ہندو اسلام لے آئے تو اس کو ہندو کہنا بہت بڑا گناہ ہے، اور یہ بہت برا لقب ہے۔

☆ کسی کا مذاق اُڑانے، کسی کو طعنہ دینے اور برے القاب دینے کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے، یہ بہت بڑا ظلم ہے اور ایسا کرنے والے بڑے ظالم ہیں۔

☆ اگر ہم ہر مسلمان کا احترام کریں، تو مذاق اُڑانے اور برے لقب دینے سے بچ سکتے ہیں، کیوں کہ بہ حیثیت مؤمن ہر مسلمان کا احترام ہمارے لئے ضروری ہے، ایک دن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کی طرف دیکھ کر فرمایا: تم کیا ہی باعظمت اور قابل احترام ہو، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مؤمن کی عزت تم سے زیادہ ہے۔

ا سوالات:

۱) آیت میں اللہ تعالیٰ نے کن کن باتوں سے منع فرمایا ہے؟

۲) تمسخر میں کیا کیا باتیں شامل ہیں؟

۳) کسی کا مذاق اُڑانے کی کیا وجہ ہوتی ہے؟

۴) بڑا گناہ کیا کیا ہے؟

۵) ظالم کون ہیں؟

۶) کن باتوں سے توبہ کرنا چاہئے؟

۷) مذاق اُڑانے اور برے لقب دینے سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

۸) ہمارے لئے کیا ضروری ہے؟

ایثار

وَ الَّـذِیْـنَ تَبَـوَّءُ وُا الدَّارَ وَ الْإِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَیْهِمْ وَ لاَ یَـجِـدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلیَ أَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، وَ مَنْ یُوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُوْلٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

(الحشر: ۹)

ترجمہ:

اور (مال فئی میں ان لوگوں کا بھی حق ہے) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (مدینہ) میں مقیم اور ایمان میں مستقل رہے، اور جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو دیا گیا ،اس سے اپنے سینوں میں کچھ تنگی نہیں پاتے ،اور ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، اگر چہ خود ان کو فاقہ ہو اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔

☆ مدینہ کے بہت سے انصار ہجرت نبوی سے پہلے ہی ایمان سے مشرف ہو چکے تھے۔

☆ مدینہ کے انصار نے مہاجرین کا استقبال کیا، ان سے محبت کی، ان کی ہر طرح سے مدد کی، ان کے لئے قربانیاں دیں، اپنے اوپر ان کو ترجیح دے کر ان کے ساتھ ایثار کا مظاہرہ کیا، خود تنگی اور سختی برداشت کر کے مہاجرین بھائیوں کی ضرورتیں پوری کیں۔

☆ انصار نے مہاجرین کے ساتھ کشادہ قلبی کا مظاہرہ کیا، مہاجرین کی غربت کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کچھ انہیں عنایت کرتے تو وہ ان سے حسد جلن نہیں کرتے اور نہ ان سے تنگ نظری کا برتاؤ کرتے۔

☆ انصار مدینہ اگرچہ غریب ہی تھے، مگر ان کا دل غنی تھا، ان کے دل میں بخل، تنگ دلی اور تنگ نظری نہیں تھی۔

☆ ہمیں اسکول میں نئے آنے والے ساتھیوں کا استقبال کرنا چاہیئے، ان کی مدد اور رہنمائی کرنی چاہیئے، اور ان کے ساتھ اعلیٰ ظرفی اور کشادہ قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

I زبانی کام:

اپنے معلم سے انصاری صحابی کا وہ واقعہ سنو جس میں چراغ بجھا کر مہمان کو کھانا کھلایا گیا اور گھر کے تمام افراد بھوکے رہے تھے۔

II سوالات:

۱) مدینہ میں پہلے کون مقیم تھے؟

۲) مدینہ کے بہت سے انصار کب ایمان لائے تھے؟

۳) مدینہ کے انصار نے مہاجرین کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

۴) انصار نے مہاجرین کے ساتھ کیسا مظاہرہ کیا؟

۵) انصار کیسے تھے؟

۶) نئے آنے والوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے؟

اسلاف کا ادب واحترام

وَ الَّـذِيْـنَ جَـاءُ وْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ اغْفِرْلَنَا وَ لِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِـالْـإِيْـمَـانِ، وَ لاَ تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّکَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ . (الحشر: ۱۰)

ترجمہ:

اور (مال فیٔ میں ان کا بھی حق ہے) جو ان کے بعد آئے، جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے، اور ایمان والوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ نہ ہونے دے، اے ہمارے رب! تو بڑا شفیق اور مہربان ہے۔

☆ ایمان میں پہل کرنے والوں کا درجہ بعد والوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔

☆ نئی نسل (New Generation) کو اپنے اسلاف کے لئے دعاء مغفرت کرنی چاہیئے۔

☆ نئی نسل کو اپنے بزرگ، اسلاف اور صحابہ کرام کے تئیں صاف دل ہونا چاہیئے، اور ہر موقعہ پر ان کا احترام ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

☆ صحابہ کرام، محدثین عظام، فقہاء اسلام اور بزرگان دین پر لعنت ملامت، سبّ وشتم، بدگمانی، کینہ اور بغض ونفرت اس آیت کی رو سے ناجائز ہے۔

☆ ہم تک دین پہنچنے میں صحابہ، محدثین، فقہاء اور بزرگان دین کی انتھک محنتیں شامل ہیں، ان کو برا بھلا کہنا اوران سے بدگمانی رکھنا بڑی احسان فراموشی ہے۔

I سوالات:

۱) بعد والے پہلے والوں کے لئے کیسے دعا کرتے ہیں؟

۲) کن کا درجہ زیادہ ہے؟

۳) نئی نسل کو کس کے لئے دعاء مغفرت کرنی چاہیئے؟

۴) نئی نسل کو اپنے اسلاف کے تئیں کیسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے؟

۵) اس آیت کی رو سے کیا باتیں ناجائز ہیں؟

۶) ہم تک دین پہنچنے میں کن کی محنتیں شامل ہیں؟

۷) اسلاف سے بدگمانی رکھنا کیسا ہے؟

II عملی کام:

صحابہ کرام، تابعین اور بزرگان دین کا نام ادب واحترام سے لیجئے اوران کی سیرت کا مطالعہ کیجئے۔

حدیث

اسلام کو تفصیل سے سمجھنے اور اس کی پیروی کا حق ادا کرنے کے لئے رسول ﷺ کے فرمودات اور اعمال سے واقف ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ اس کے بغیر قرآن کریم کو ٹھیک طور پر نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ ذیل میں منتخب احادیث کو مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہے؛ تاکہ طلبہ میں حدیث فہمی کا ذوق پیدا ہو۔

بہترین کتاب اور بہترین طریقہ

فإن خير الحديث كتاب الله، و خير الهدي هدي محمد، و شر الأمور محدثاتها و كل بدعة ضلالة . (مسلم عن جابر)

ترجمہ :

بہترین بات اللہ کی کتاب (بات) ہے، بہترین طریقہ (سنت) حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے، اور بدترین کام بدعت والے کام ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

☆ تمام باتوں اور کتابوں میں سب سے اچھی بات اور کتاب اللہ کی کتاب ہے، قرآن شریف دراصل اللہ کی بات ہے، جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے ہے۔

☆ قرآن مجید قانون، احکام، اخلاق اور تاریخ وغیرہ پر مشتمل بہترین کتاب ہے، ہمیں زندگی کی رہنمائی کے لئے سب سے پہلے اللہ کی کتاب کی طرف رُخ کرنا چاہئے ۔

☆ اللہ کی کتاب کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور آپ کی پاکیزہ سیرت کی طرف رُخ کرنا چاہئے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور آپ کی سیرت اللہ کی کتاب کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

☆ قرآن اور حدیث کے مطابق عمل کرنے سے ہدایت ملتی ہے، اور قرآن وحدیث کی رہنمائی کے بغیر عمل کرنے سے گمراہی آجاتی ہے۔

☆ جس طرح قرآن و حدیث پر عمل کرنا سب سے بہتر کام ہے، اسی طرح قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اپنی طرف سے دین میں کوئی بات شامل کرنا سب سے برا کام ہے اور یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

ا سوالات:

۱) بہترین بات کیا ہے؟

۲) بہترین طریقہ کون سا ہے؟

۳) قرآن شریف کیا ہے؟

۴) قرآن مجید میں کیسے مضامین ہیں؟

۵) زندگی کے لئے رہنمائی کے لئے سب سے پہلے کس کی طرف رُخ کرنا چاہئے؟

۶) اللہ کی کتاب کے بعد کس کی طرف رُخ کرنا چاہئے؟

۷) بہترین نمونہ کیا ہے؟

۸) قرآن وحدیث پر عمل کرنے سے کیا ملتا ہے؟

۹) قرآن وحدیث کی رہنمائی کے بغیر عمل کرنے سے کیا ہوتا ہے؟

۱۰) سب سے برا کام کیا ہے؟

۱۱) بدعت کیا ہے؟

مصادرِ شریعت

تـركـت فيكم أمرين، لن تضلوا ما تمسكتم بهما : كتاب الله و سنة رسوله .   (موطأ مالک)

ترجمہ :

میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں ، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہوگے، ہرگز گمراہ نہ ہوگے،(وہ دو چیزیں) اللہ کی کتاب اوراس کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔

☆ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں،آپ پوری دنیا کی رہنمائی کے لئے بھیجے گئے تھے،آپ نے پوری زندگی اللہ کے پیغام کو بندوں تک پہنچایا اوراپنے قول وعمل سے اس کی تشریح کی۔

☆ اللہ کے رسول ﷺ بھی انسان تھے اوراپنی زندگی پوری کر کے پردہ فرما گئے،مگرآپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب اوراس کے مطابق زندگی گزارنے کا طریقہ حدیث کی صورت میں محفوظ ہے۔

☆ انسان کی ہدایت کے لئے یہی دو چیزیں قیامت تک باقی رہیں گی ، یعنی شریعتِ اسلامی کے تمام احکام کا ماخذ اللہ کی کتاب اوررسول اللہ کی حدیث ہے۔

☆ حب انسان کا عقیدہ وعمل قرآن اورسنت سے ہٹ جائے تو اس کی گمراہی شروع ہوجاتی ہے۔

☆ ہمیں قرآن وحدیث کو مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے اور اپنے عقائد و اعمال کو قرآن وحدیث کے معیار پر پرکھتے رہنا چاہیے، تاکہ ہم زندگی کے کسی موڑ پر بھی بھٹکنے سے بچ جائیں۔

I سوالات

۱) گمراہی سے بچنے کے لئے دو چیزیں کیا کیا ہیں؟
۲) اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کون ہیں؟
۳) آپ ﷺ کس کی رہنمائی کے لئے بھیجے گئے تھے؟
۴) آپ ﷺ نے پوری زندگی کیا کیا؟
۵) قیامت تک کیا چیزیں باقی رہیں گی؟
۶) قرآن وحدیث پر عمل کر کے کس طرح کامیابی ملے گی؟
۷) انسان کی گمراہی کب شروع ہو جاتی ہے؟
۸) زندگی کے ہر موڑ پر ثابت قدم رہنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

II نیچے دئیے گئے الفاظ کے ذریعہ خالی جگھوں کو پر کیجئے!

حدیث، انسان، رہنمائی، آخری، پیغام، کتاب، قرآن وحدیث

۱) حضرت محمد ﷺ اللہ کے................نبی ہیں۔
۲) آپ ﷺ پوری دنیا کی................کے لئے بھیجے گئے تھے۔
۳) آپ ﷺ نے پوری زندگی اللہ کے................کو بندوں تک پہنچایا۔
۴) اللہ کے رسول ﷺ بھی................تھے۔
۵) آپ کی لائی ہوئی................اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کا طریقہ................کی صورت میں محفوظ ہے۔
۶) ہمیں................کو مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے۔

اطاعتِ رسول ﷺ

كل أمتي يدخلون الجنة إلا من أبى، و قيل: من أبىٰ؟ قال: من أطاعني دخل الجنة، و من عصاني فقد أبىٰ . (بخاری عن أبی هريرة)

ترجمہ:

میری پوری امت جنت میں داخل ہوگی، سوائے اس کے جس نے انکار کیا، پوچھا گیا: کس طرح انکار کیا؟ فرمایا: جس نے میری فرماں برداری کی وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے یقیناً انکار کیا۔

☆ جنت میں صرف مؤمن ہی جائیں گے، کافر جنت میں نہیں جائیں گے۔

☆ جو لوگ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم نہیں کرتے اور آپ کی رسالت پر ایمان نہیں رکھتے وہ کافر ہیں۔

☆ نبی ﷺ کی فرماں برداری آپ کی رسال کو تسلیم کرنے کی علامت ہے، جو لوگ آپ کی رسالت کو تسلیم کرنے کے باوجود آپ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں، وہ اپنے عمل سے آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں، ایسے لوگ بھی گنہ گار ہیں۔

☆ نبی ﷺ کی فرماں برداری کا مطلب یہ ہے کہ صبح سے شام تک ہر کام سنت اور حدیث کے مطابق کیا جائے، کوئی بھی کام سنت اور حدیث کے خلاف نہ کیا جائے۔

☆ ہمیں چاہئے کہ ہم زیادہ سے زیادہ حدیث اور سیرت کا مطالعہ کریں تا کہ ہم پورے طور پر نبی ﷺ کی فرماں برداری کر سکیں۔

I سوالات :

۱) جنت میں کون داخل ہوں گے؟

۲) جنت میں کون داخل نہیں ہوں گے؟

۳) کافر کون ہیں؟

۴) نبی ﷺ کی فرماں برداری کس بات کی علامت ہے؟

۵) نبی ﷺ کی فرماں برداری کا کیا مطلب ہے؟

۶) نبی ﷺ کی فرماں برداری کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے !

۱) جنت میں صرف.................ہی جائیں گے۔

۲) جولوگ آپ ﷺ کی ....کوتسلیم کرنے کے باوجود آپ کے ....کی نافرمانی کرتے ہیں، وہ اپنے .... سے آپ کی رسالت کا...........کرتے ہیں، ایسے لوگ بھی .... ہیں۔

حج کی فضیلت

من حج لله فلم یرفث و لم یفسق رجع کیوم ولدته أمه.

(بخاری و مسلم عن أبی هریرة)

ترجمہ:

جو اللہ کے لئے حج کرے اور اس سفر میں کوئی بے حیائی اور گناہ کے کام نہ کرے تو حج کر کے اس دن کی طرح معصوم لوٹتا ہے جس دن وہ پیدا ہوا تھا۔

☆ حج کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، حاجیوں کو چاہئے کہ حج میں خاص طور پر گناہوں سے بچے۔

☆ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے جسم پر کسی طرح کا گناہ نہیں ہوتا، اسی طرح جب حاجی حج کے دوران کسی قسم کا گناہ اور بے حیائی سے بچتا ہے تو حج سے پہلے کے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور وہ معصوم بچہ کی طرح حج سے واپس اپنے گھر لوٹتا ہے۔

☆ اس لئے جب کوئی حاجی حج سے واپس آئے تو اس سے جا کر ملاقات کرنی چاہئے، اس کو سلام اور مصافحہ کرنا چاہئے اور اس سے اپنی مغفرت کی دعا کرنے کی درخواست کرنی چاہئے۔

☆ حج سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور اس میں نیا پن آ جاتا ہے، کیوں کہ قرآن اور سیرت کی جو باتیں حاجی کتابوں میں پڑھتا ہے، ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، اس طرح اس کا ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے، اللہ، رسول اور اسلام سے اس کی محبت بڑھ جاتی ہے۔

I سوالات:

۱) حاجی حج کر کے کس طرح واپس آتا ہے؟

۲) حاجی کے گناہ کب معاف ہو جاتے ہیں؟

۳) حاجی حج سے واپس آئے تو کیا کرنا چاہیئے؟

۴) حج سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟

۵) کس چیز سے ایمان تازہ ہوتا ہے؟

۶) حج سے ایمان کیوں تازہ ہوتا ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے!

☆ حج سے.................تازہ ہوتا ہے۔

☆ حج سے تمام.................معاف ہو جاتے ہیں۔

☆ حاجی معصوم.................کی طرح حج سے واپس آتا ہے۔

☆ حاجی حج سے واپس آئے تو اس سے.................کرنا چاہیئے۔

حج وعمرہ کا ثواب

تابعوا بین الحج و العمرة فإنها ینفیان الفقر و الذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید و الذهب و الفضة، و لیس للحجة المبرورة ثواب إلا الجنة. **(ترمذي عن أبی مسعود)**

ترجمہ :

حج وعمرہ ملا کر کیا کرو، کیوں کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جیسے: بھٹی لوہا، سونا اور چاندی کے میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے، اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہی ہے۔

☆ حج وعمرہ کو ملانے کا مطلب یہ ہے کہ حج کے بعد عمرہ بھی کیا جائے ، اور جب عمرہ کر لیا گیا تو حج کرنے کی بھی کوشش کی جائے۔

☆ حج وعمرہ کرنے میں ایک اچھی خاصی رقم خرچ ہوتی ہے ، اس خرچ سے نہیں ڈرنا چاہئے ، اور حج کے لئے جانے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے ، حج میں جتنا خرچ ہوا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ دنیا میں بھی عنایت فرما دیتے ہیں، اور فقر، تنگی محتاجی بھی دور فرما دیتے ہیں، جو اللہ کے لئے ایک روپیہ خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سات سو سے زیادہ اس کا بدلہ عنایت فرماتے ہیں۔

☆ حج مبرور کا مطلب نیک حج ، یعنی ایسا حج جس کے دوران کوئی گناہ نہ ہوا ہو۔

I سوالات:

۱) حج وعمرہ کن چیزوں کوختم کرتے ہیں؟

۲) حج وعمرہ کوملانے کا کیا مطلب ہے؟

۳) حج مبرور کا کیا بدلہ ہے؟

۴) حج مبرور کا کیا مطلب ہے؟

۵) حج وعمرہ میں کیا خرچ ہوتا ہے؟

۶) کس چیز سے نہیں ڈرنا چاہیئے؟۔

۷) کس کام میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے؟

۸) ایک روپیہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ کتنے روپے سے دیتے ہیں؟

II جوڑ لگائیے:

(الف)	حج مبرور کا بدلہ	ملا کر کرنا چاہیئے
(ب)	حج مبرور کا مطلب	سات سو
(ج)	ایک روپیہ کا بدلہ	جنت
(د)	حج وعمرہ	نیک حج

والدین کے اہل تعلق کا احترام

عن أبی أسید الساعدي قال: بينا نحن عند رسول الله ﷺ إذ جاء رجل من بني سلمة، فقال: يا رسول الله! هل بقي من بر أبوين شيء أبرهما به بعد موتهما؟ قال: نعم، الصلاة عليهما و الاستغفار لهما و إنفاذ عهدهما من بعد هما، و صلة الرحم التي لاتوصل إلا بهما، و إكرام صديقهما. (أبو داؤد)

ترجمہ:

سیدنا ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میرے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا کچھ حصہ باقی ہے جو میں ان کے انتقال کے بعد کروں؟ فرمایا: ہاں، ان کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا، ان کے عہد و پیمان کو پورا کرنا، ان کے بغیر صلہ رحمی کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور والدین کے دوستوں کا احترام کرنا۔

☆ والدین یا رشتہ داروں کے انتقال کے بعد ان سے رشتہ ختم نہیں ہو جاتا ہے، بلکہ ان کے مرنے کے بعد جائداد اور روپیوں میں اولاد کو حصہ ملتا ہے۔

☆ والدین سے جب رشتہ باقی ہے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے تو

ان کے مرنے کے بعد بھی اگر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا موقع ملے تو یہ اولاد کے لئے بڑی خوشی اور سعادت مندی کی بات ہے ، لہٰذا خوش دلی کے ساتھ والدین کے عہد و پیمان اور معاملات کو پورا کرنا چاہئے ، اگر انہوں نے اپنے مال سے کسی ادارہ کی امداد کرنے کی وصیت کی ہے تو خوشی کے ساتھ امداد کرنا چاہئے ، ہمیشہ والدین کے دوستوں کے ساتھ محبت اور احترام کے ساتھ پیش آنا چاہئے ، والدین کے دوستوں کا احترام والدین کا احترام ہے اور والدین کے دوستوں کی بے احترامی والدین کی بے احترامی ہے۔

☆ والدین کے لئے ہمیشہ دعا اور استغفار کرتے رہنا چاہئے ، ان کی زندگی میں بھی اور ان کے گزرنے کے بعد بھی۔

☆ قرآن کریم میں والدین کے تعلق سے کئی دعائیں ذکر کی گئی ہیں ، ایک دعا یہ ہے :

رب ارحمهما كما ربياني صغيرا ، (اے میرے پروردگار! میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے محبت سے پالا ہے)

سوالات :

۱: بنوسلمہ کے آدمی نے کیا عرض کیا؟

۲: نبی کریم ﷺ نے کیا جواب دیا؟

۳: والدین کے انتقال کے بعد کیا حاصل ہوتا ہے؟

۴: اولاد کے لئے سعادت مندی کی کیا بات ہے؟

۵: والدین کے عہد و پیمان کو کس طرح پورا کرنا چاہئے؟

۶: والدین کے دوستوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے؟

۷: والدین کے لئے ہمیشہ کیا کرتے رہنا چاہئے؟

مسکینوں سے ہمدردی

عن أنس أن النبي ﷺ قال: اللهم أحيني مسكينا و أمتني مسكينا و احشرني في زمرة المساكين، قالت عائشة: لم يا رسول الله! قال: إنهم يدخلون الجنة قبل أغنيائهم بأربعين خريفا، يا عائشة! لا تردي المسكين و لو بشق تمرة، يا عائشة! أحبي المساكين و قربيهم، فإن الله يقربک يوم القيامة. (ترمذی)

ترجمہ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! مجھے مسکینوں کے ساتھ زندہ رکھ اور مسکین کے ساتھ موت دے اور قیامت کے دن مسکینوں کی جماعت میں مجھے جمع فرما، سیدہ عائشہؓ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: وہ لوگ مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے، اے عائشہ! مسکین کو خالی ہاتھ واپس نہ کرو، اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی سہی، اے عائشہ! مسکینوں سے محبت کرو اور ان کو قریب کرو، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم کو قریب کریں گے۔

☆ آج دنیا میں سب سے ذلیل لوگ مسکین سمجھے جاتے ہیں، لیکن اسلام کی نگاہ میں مسکین لوگ عزت، محبت اور ہمدردی کے لائق ہیں۔

☆ مسکین ہونا کوئی عیب نہیں ہے، کیوں کہ دولت کا تعلق قسمت سے ہے، محنت کے

باوجود اللہ جسے چاہتا ہے مالدار بنادیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تنگ دست بنادیتا ہے، انسان کا اچھا یا برا ہونا اس کے اختیار میں ہے۔

☆ غربت دنیا میں بھی نعمت ہے اور آخرت میں بھی، غریب لوگ بہت سے گناہوں، حادثات اور نقصانات سے محفوظ رہتے ہیں، غریب کے بچے زیادہ محنت اور لگن سے علم کی دولت حاصل کرتے ہیں۔

☆ غریب دنیا میں بہت سی ایسی نعمتوں سے محروم رہتے ہیں جن سے مالدار لوگ فیض یاب ہوتے ہیں، اگر وہ صبر کریں تو مالداروں کے مقابلہ میں چالیس سال زیادہ جنت کے نعمتوں سے استفادہ کریں گے اور قیامت کا ایک دن دنیا کے مقابلہ میں پچاس سال کے برابر ہوتا ہے۔

☆ دنیا میں جو جس سے محبت رکھتا ہے، قیامت میں وہ اسی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا، ہمیں نیک دل، مسکین، پرہیزگار اور دین دار لوگوں سے محبت کرنی چاہیے، تاکہ قیامت میں ہمارا شمار ان ہی لوگوں کے ساتھ ہو۔

سوالات:

۱: نبی کریم ﷺ نے کیا دعا فرمائی؟

۲: مسکین مالداروں سے کتنے سال پہلے جنت میں جائیں گے؟

۳: رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہؓ کو کیا نصیحت کی؟

۴: اسلام کی نگاہ میں مسکین لوگ کس کے لائق ہیں؟

۵: رزق کا تعلق کس سے ہے؟

٦: کون قابل احترام ہے؟

٧: غربت کس طرح نعمت ہے؟

٨: قیامت کا ایک دن دنیا کے کتنے سال کے برابر ہے؟

٩: ہمیں کیسے لوگوں سے محبت کرنی چاہیئے؟

II ان کے جوڑ لگائیے!

☆	دولت کا تعلق	پچاس ہزار سال
☆	قابل احترام	چالیس سال پہلے
☆	غربت	نیک انسان
☆	قیامت کا ایک دن	قسمت
☆	مسکین جنت میں جائیں گے	مسکینوں کے ساتھ
☆	محبت و ہمدردی	نعمت

زبان کی حفاظت

من خزن لسانہ ستر اللہ عورتہ، و من کف غضبہ کف اللہ عذابہ یوم القیامۃ، و من اعتذر إلی اللہ قبل اللہ عذرہ . (شعب الإیمان عن أنس)

ترجمہ :

جوشخص اپنی زبان کی حفاظت کرے، اللہ تعالیٰ اس کا راز چھپائیں گے، اور جو اپنے غصہ کو روکے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنا عذاب اس سے روک لیں گے ، اور جو اللہ سے معذرت کرے اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائیں گے۔

☆ گالی گلوج، جھگڑے، غیبت، چغل خوری، جھوٹ، بہتان، لعنت، بددعا وغیرہ زبان کے گناہ ہیں، بہت سے جھگڑے کی جڑ زبان ہوتی ہے۔

☆ جوشخص اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے وہ بہت سارے گناہوں سے بچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی بہت سی غلطیوں پر پردہ پوشی فرمادیتے ہیں، اس لئے حدیث میں فرمایا گیا: ''من صمت نجا'' جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

☆ غصہ بہت بری چیز ہے، حدیث میں غصہ کو شیطانی فعل کہا گیا ہے، (ابوداؤد) اور کہا گیا ہے کہ غصہ ایمان کو بگاڑ دیتا ہے (شعب الایمان)۔

☆ ایک حدیث میں ہے کہ جوشخص طاقت کے باوجود غصہ کو پی جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اس کو یہ اختیار دیں گے کہ وہ جس حور کا چاہے انتخاب کرلے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں اور ہمیں معاف کردیتے ہیں۔

I سوالات:

۱: جو شخص اپنی زبان کی حفاظت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا کریں گے؟

۲: جو اپنے غصہ کو روکے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا کریں گے؟

۳: جو اللہ سے معذرت کرے تو اللہ تعالیٰ کیا کریں گے؟

۴: زبان کے گناہ کیا ہیں؟

۵: بہت سے جھگڑے کی جڑ کیا ہوتی ہے؟

۶: جو شخص زبان کی حفاظت کرتا ہے، وہ کن چیزوں سے بچتا ہے؟

۷: حدیث میں کیا فرمایا گیا؟

۸: شیطانی فعل کس کو قرار دیا گیا ہے؟

۹: جو شخص طاقت کے باوجود غصہ کو پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا فرمائیں گے؟

۱۰: اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگنے پر اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں؟

II سبق دیکھ کر غصہ کے مناسب تین جملے لکھئے!

غصہ

۱: .... ۲: .... ۳: ....

مجلس کے آداب

المجالس بالأمانة، إلا ثلاثة مجالس: سفک دم حرام، أو فرج حرام أو استمتاع مال بغیر حق. (أبو داؤد عن جابر)

ترجمہ:

مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں سوائے تین مجلسوں کے، ناحق خون بہانے یا حرام کاری یا ناحق چھیننے کی مجلس۔

☆ جس مجلس میں کسی کا ناحق خون بہایا گیا ہو، یا کسی کا مال ناحق چھین لیا گیا ہو، یا حرام کاری ہوئی ہو، تو ایسی مجلس کی بات دوسرے سے بیان کرنا خیانت نہیں ہے، بلکہ اگر عدالت میں گواہی دینے کی ضرورت پیش آئے تو ایسی مجلس میں موجود لوگوں کو سچی گواہی دینا چاہیے۔

☆ ان تین مجلسوں کے علاوہ باقی تمام مجلسوں کی باتیں امانت ہوتی ہیں، ان مجلسوں کی راز کی باتیں دوسرے سے بتانے سے پہلے ڈرنا چاہیے، کیوں کہ اس سے لڑائی جھگڑے اور فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے، ہمیں گھر کی بات اسکول میں نہیں بتانا چاہیے۔

☆ ہمیں خیر اور ہدایت کی باتوں کو عام کرنا چاہیے اور شر، فساد اور گناہ کی باتیں زبان پر لانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

I سوالات:

۱: کون سی مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں؟

۲: کون کون سی مجلس کی باتیں امانت نہیں ہوتی ہیں؟

۳: مجلس کی راز کی باتیں دوسرے سے بیان کرنا کیسا ہے؟

۴: کس بات سے ڈرنا چاہیئے؟

۵: مجلس کی راز کی باتیں دوسرے سے بیان کرنے سے کن باتوں کا خطرہ ہے؟

۶: کن باتوں کو عام کرنا چاہیئے؟

۷: کن باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے؟

۸: گھر کی بات کہاں نہیں بتانا چاہیئے؟

II خالی جگہوں کو پر کیجیئے!

۱: مجلس کی باتیں..................ہوتی ہیں۔

۲: ہمیں گھر کی بات..................میں نہیں بتانا چاہیئے۔

۳: ہمیں خیر اور..................کی باتوں کو عام کرنا چاہیئے۔

۴: مجلس کی راز کی باتیں دوسرے سے بیان کرنا پوری مجلس والوں کے ساتھ ....ہے۔

دوسرے کی بات امانت ہے

إذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهي أمانته. (ترمذي عن جابر)

ترجمه:

جب آدمی کوئی بات کرتے ہوئے اِدھر اُدھر مڑ کر دیکھے تو یہ بات امانت ہے۔

☆ اِدھر اُدھر مڑنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی کسی دوسرے سے یہ بات کہنا نہیں چاہتا، بلکہ بات کو راز میں رکھنا چاہتا ہے۔

☆ ایک کے راز کی بات دوسرے سے بیان کرنا امانت میں خیانت ہے۔

☆ ایک کی بات دوسروں سے کہتے پھرنا چغل خوری ہے، صحیح حدیث میں ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

☆ دوست کے راز کی بات دوسرے سے بیان کرنا دوست کے ساتھ بے وفائی ہے، اس میں گناہ اور اللہ کی ناراضگی ہے، اگر دوست کو معلوم ہو جائے تو وہ بھی ناراض ہوگا۔

☆ ایک کی بات دوسرے سے بیان کرنے والا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ذلیل رہتا ہے، اس پر کوئی اعتماد نہیں کرتا۔

I سوالات:

۱) حدیث میں کیا بتایا گیا ہے؟

۲) اِدھراُدھر مڑنے کا کیا مطلب ہے؟

۳) راز کی بات دوسرے سے بیان کرنا کیسا ہے؟

۴) چغل خوری کیا ہے؟

۵) دوست کے راز کی بات دوسرے سے بیان کرنا کیسا ہے؟

۶) اللہ تعالیٰ اور دوستوں کی نگاہوں میں کون ذلیل ہوتا ہے؟

۷) کون جنت میں نہیں جائے گا؟

II صحیح جوڑ لگائیے!

۱)	امانت	ایک کی بات دوسرے سے کہتے پھرنا
۲)	خیانت	جنت میں نہیں جائے گا
۳)	چغل خوری	راز کی بات
۴)	چغل خور	راز کی بات دوسرے سے بیان کرنا

کسی کو برا بھلا نہ کہو!

لا تظهر الشماته لأخيک فيرحمه الله و يبتليک . (ترمذي عن واثلة)

ترجمه :

تم اپنے بھائی کی برائی کو ظاہر نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمادیں گے اور تم کو مصیبت میں مبتلا کردیں گے۔

☆ حدیث میں ہے کہ ''ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔''

☆ آئینہ کے پاس جو آتا ہے آئینہ اس کو اس کی اچھی یا بری صورت بتاتا ہے، آئینہ دوسرے کی برائی بیان نہیں کرتا۔

☆ کسی بھائی میں کوئی بری عادت نظر آئے تو اس سے بیان کرنا چاہیئے کہ تاکہ وہ اپنی اصلاح کرلے، دوسرے سے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، بلکہ اپنے کو گناہ ہوگا اور اس اصلاح کا موقعہ نہیں ملے گا۔

☆ اپنے بھائی کی برائی دوسرے سے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوجائیں گے، ہم کو مصیبت میں مبتلا کردیں گے اور اس کو توبہ کی توفیق دے کر اس کو معاف فرمادیں گے۔

☆ ایک حدیث میں ہے کہ ''جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے، تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر دہ پوشی فرمائیں گے۔

I سوالات:

۱) حدیث میں کس بات سے منع کیا گیا ہے؟

۲) اپنے بھائی کی برائی ظاہر کرنے پر کیا نقصان ہوگا؟

۳) ایک مومن دوسرے مومن کے لئے کیا ہے؟

۴) آئینہ کا کیا کام ہے؟

۵) کسی بھائی میں کوئی بری عادت نظر آئے تو کیا کرنا چاہئے؟

۶) کسی بھائی کی برائی دوسرے سے بیان کرنے پر کیا کیا نقصانات ہیں؟

۷) ایک حدیث میں کیا گیا ہے؟

II خالی جگہوں کو پر کیجئے!

۱: ایک مومن دوسرے مومن کا.................. ہے۔

۲: آئینہ دوسرے سے کسی کی.................. بیان نہیں کرتا۔

۳: کسی بھائی میں کوئی............ نظر آئے تو اس سے بیان کرنا چاہئے۔

۴: جو کسی مسلمان کی .... کرے تو اللہ تعالیٰ .... میں اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

II عملی کام:

آج کے سبق میں تین حدیثیں بیان کی گئی ہیں، انہیں نوٹ بک میں لکھ کر یاد کیجئے۔

گناہ پر عار دلانا

من عير أخاه بذنب لم يمت حتى يعاني من ذنب قد تاب منه .

(ترمذی)

ترجمہ :

جو شخص اپنے بھائی کو گناہ پر عار دلائے تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ وہی گناہ نہ کرلے جس سے اس کے بھائی نے توبہ کرلی ہے۔

☆ گناہوں سے سچی توبہ کرلینے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور گنہ گار شخص اللہ کا بندہ ہوجاتا ہے، اب اگر کوئی اسے پچھلے گناہ پر عار دلائے جس سے اس نے توبہ کی، گویا وہ اللہ کے پیارے بندے کو تکلیف پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ دنیا میں اس .... کریں گے کہ وہ بھی اسی گناہ میں ملوث ہوجائے گا اور اسے کوئی عار دلانے .... ہوجائے گا، اگر اس نے اس گناہ سے توبہ نہیں کی تو اللہ تعالیٰ کے پاس بھی سزا پائے گا۔

☆ گناہ پر عار دلانے میں سراسر نقصان ہے اور خلوص کے ساتھ نصیحت کرنے اور اس سے باز رہنے کی تاکید کرنے میں اپنا اور گنہ گار شخص دونوں کا فائدہ ہے، اس لئے کسی کو گناہ پر عار دلانے کے بجائے شفقت کے ساتھ اس کو گناہ سے باز رہنے کی تاکید کرنی چاہئے۔

I سوالات:

۱) حدیث میں کیا کہا گیا ہے؟

۲) گناہوں سے سچی توبہ کر لینے سے کیا ہوتا ہے؟

۳) گناہ پر عار دلانے میں کیا نقصان ہے؟

۴) خلوص کے ساتھ نصیحت کرنے سے کیا ہوتا ہے؟

۵) گناہ پر عار دلانے کے بجائے کیا کرنا چاہیئے؟

۶) گناہ پر عار دلانے والے کی کیا سزا ہے؟

II خالی جگہوں کو پر کیجئے!

۱: گناہ پر عار دلانے میں سراسر.................. ہے۔

۲: خلوص کے ساتھ نصیحت کرنے میں اپنا اور............ شخص دونوں کا فائدہ ہے۔

۳: ہمیں گناہ پر شرم و عار دلانے کے بجائے .... کے ساتھ گناہ سے باز رہنے کی............ کرنی چاہیئے۔

تواضع وانکساری

لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور و المتخذين عليهم المساجد والسرج . (أبو داؤد عن ابن عباس)

ترجمه :

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اوران کوسجدہ گاہ بنانے والوں اوران پر چراغاں کرنے والوں پرلعنت فرمائی ہے۔

☆ مردوں کے لئے قبروں کی زیارت مستحب ہے۔

☆ عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت جائزنہیں ہے،اس لئے کہ وہ قبرستان میں صبرنہیں کرسکتیں،رونادھوناشروع کردیں گی۔

☆ قبروں کوسجدہ گاہ بنانااوروہاں سجدہ کرناشرک ہے،یہ یہودونصاریٰ کا طریقہ ہے۔

☆ قبروں پر چراغاں کرنا بے فائدہ پیسے برباد کرنا ہے،قبروں کے اوپر چراغاں کرنے سے قبرمیں روشنی نہیں ہوگی،قبروں میں روشنی ایمان اورقرآن کی بدولت ہوگی۔

☆ قبروں پر چراغاں کرکے، چادریں اور پھول چڑھاکر ہم قبر والے کوکوئی فائدہ نہیں پہونچاسکتے ہیں،اگرقبر والے کو فائدہ پہنچانے کا ارادہ ہوتو قرآن شریف کی چندآیات پڑھ کر ایصال ثواب کرنا چاہئے۔

I سوالات:

۱: حدیث میں کن کن لوگوں پر لعنت کی گئی ہے؟

۲: مردوں کے لئے قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟

۳: عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کیوں جائز نہیں ہے؟

۴: قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کا کیا حکم ہے اور یہ کن کا طریقہ ہے؟

۵: قبروں پر چراغاں کرنے سے کیا کوئی فائدہ ہے؟

۶: قبروں میں روشنی کس طرح ہوتی ہے؟

۷: قبر والوں کو فائدہ کس طرح پہنچ سکتا ہے؟

II خالی جگہوں کو پر کیجئے!

قبروں کی زیارت کرنے والی عورتیں	ناجائز
مردوں کے لئے قبروں کی زیارت	بے فائدہ
عورتوں کے لئے زیارتِ قبور	لعنت
قبروں کو سجدہ گاہ بنانا	مفید
قبروں پر چراغاں کرنا	مستحب
ایصال ثواب	شرک

عورتوں کی مشابہت

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أتي رسول الله ﷺ بمخنث خضب يديه و رجليه بالحناء، فقال رسول الله ﷺ: ما هذا؟ قالوا: يتشبه بالنساء، فأمر به فنفي إلى النقيع، فقيل: يا رسول الله! نقتله؟ فقال: إني نهيت عن قتل المصلين . (أبوداؤد)

ترجمه :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مخنث کو لایا گیا، جس نے اپنا ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگ لیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عورتوں کی مشابہت کر رہا ہے، تو آپ کے حکم کے مطابق اس کو مدینہ سے باہر نقیع میں بھیج دیا گیا، آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اسے قتل کر دیں؟ فرمایا: مجھے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

☆ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں، بہت بڑا گناہ ہے، اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے مذکورہ شخص کو مدینہ سے باہر کر دیا۔

☆ مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا، عورتوں کی چپل پہننا، ان کی طرح لمبے بال رکھنا جائز نہیں۔

☆ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

I سوالات:

۱: رسول اللہ ﷺ کے پاس کس کو لایا گیا؟

۲: مخنث نے کیا کیا تھا؟

۳: لوگوں نے اس کے بارے میں کیا بتایا؟

۴: مخنث کو کہاں بھیج دیا گیا؟

۵: نمازیوں کے قتل کے بارے میں آپ نے کیا فرمایا؟

۶: عورتوں کی مشابہت کا کیا حکم ہے؟

۷: مہندی لگانا کن کی خصوصیت ہے؟

۸: مرد اور بچوں کو مہندی لگانا کیسا ہے؟

۹: مردوں کے لئے کیا کیا کام جائز نہیں؟

۱۰: عورتوں کے لئے کیا کیا کام جائز نہیں؟

۱۱: اللہ کے رسول ﷺ نے کن کن لوگوں پر لعنت فرمائی ہے؟

II مردوں کے لئے ان چیزوں میں عورتوں کی مشابہت جائز نہیں:

مثال: ۱: مہندی لگانا

۲: ....

۳: ....

۴: ....

آپس میں خوں ریزی کرنا

إذا التقى المسلمان بسيفهما فالقاتل و المقتول في النار، فقلت: يا رسول الله! هذا القاتل فما بال المقتول؟ قال: إنه كان حريصا على قتل صاحبه. (بخاری)

ترجمه:

جب دو مسلمان تلوار سے مقابلہ کریں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قاتل کا معاملہ تو سمجھ میں آ گیا، مقتول کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا: وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا خواہش مند تھا۔

☆ کسی مسلمان کو تلوار یا کوئی ہتھیار دِکھانا جائز نہیں ہے۔
☆ جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کرنے کی سزا جہنم ہے۔
☆ مسلمان کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔
☆ گناہ کا پختہ ارادہ کرنے پر آدمی گنہ گار شمار کیا جاتا ہے۔
☆ اللہ کے رسول ﷺ نے آخری حج کے موقع پر صحابہ کے بڑے مجمع کو مخاطب کر کے نصیحت کی تھی کہ: ''میرے بعد تم دوبارہ کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن اُڑانے لگو،'' نیز

یہ بھی فرمایا تھا کہ: ”تمہارے مال، تمہاری جان اور تمہاری عزت ایک دوسرے کے لئے اسی طرح قابل احترام ہے جیسا کہ یہ دن (حج کا دن) یہ شہر (مکہ) اور یہ مہینہ (ذوالحجہ) قابل احترام ہے۔“

☆ اسلام میں ناحق کسی انسان کو قتل کرنا تمام انسان کو قتل کرنے کے برابر ہے اور کسی انسان کو موت سے بچانا پورے انسان کو موت سے بچانے کے برابر ہے۔ (ابوداؤد)

☆ ایک مومن کا قتل اللہ کے نزدیک اتنا ناپسندیدہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے لئے دنیا کا ختم ہو جانا ایک مومن شخص کے قتل سے زیادہ آسان ہے۔“

سوالات:

۱: دو مسلمان تلوار سے لڑیں تو کیا حکم ہے؟

۲: مقتول کیوں جہنم میں جائے گا؟

۳: کیا کسی مسلمان کو ہتھیار دکھانا جائز ہے؟

۴: جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کی سزا دینا کیا ہے؟

۵: مسلمان کو قتل کرنے کا پکا ارادہ کرنا کیسا ہے؟

۶: گناہ کا پختہ ارادہ کر لینے پر آدمی کیا شمار کیا جاتا ہے؟

۷: آخری حج کے موقعہ پر آپ نے کیا نصیحت فرمائی تھی؟

۸: آپ نے مزید کیا فرمایا تھا؟

۹: اسلام میں ناحق کسی کو قتل کرنا کیسا ہے؟

۱۰: ایک مومن کا قتل کتنا ناپسندیدہ ہے؟

فقہ

فقہ سے مُراد وہ شرعی احکام ہیں جن کو علماءِ اسلام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ فقہِ اسلامی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے، اس لئے اس کو جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

زکاۃ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

و أقيموا الصلوة و آتوا الزكوة و اقرضوا الله قرضا حسنا و ما تقدموا لأنفسكم من خير تجدوه عند الله هو خيرا و أعظم أجرا.

(المزمل: ٢٠)

ترجمہ:

نماز پڑھتے رہو اور زکاۃ دیتے رہو اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو، اور جو نیک عمل تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے ہاں اس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤ گے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و الذين يكنزون الذهب و الفضة و لا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب أليم، يوم يحمى عليها فى نار جهنم فتكوى بها جباههم و جنوبهم و ظهورهم، هذا ما كنزتم لأنفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون. (التوبه: ٣٤-٣٥)

ترجمہ:

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے پیغمبر!) تم ان کو (اس دن کے) عذاب کی خوش خبری سنا دو جس دن (وہ مال) دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان

بخیلوں کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا کہ دیکھو!) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، تو تم جو جمع کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو!

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس کو اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا ہو اور وہ اس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس مال کو گنجے سانپ کی صورت میں بنا دیا جائے گا، اس کے دو کالے نقطے ہوں گے، وہ سانپ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے گا، سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا: میں ہی تیرا خزانہ ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔

لغت میں زکاۃ کے معنی پاکیزگی اور بڑھنے کے ہیں، شریعت میں مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص مال کا مستحق شخص کو مالک بنانے کا نام زکاۃ ہے۔

زکاۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے، زکاۃ کی بنا پر امیر و غریب کے درمیان محبت و بھائی چارگی کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے، محروم اور محتاج لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور غریبوں کی غربت کی سطح میں بہتری واقع ہوتی ہے۔

سوالات:

۱) اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کے بارے میں کیا حکم دیا ہے؟

۲) قرض حسن کا کیا مطلب ہے؟

۳) زکاۃ ادا نہ کرنے والوں کے بارے میں کیا وعید نازل ہوئی ہے؟

۴) حدیث میں زکاۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے کس طرح کے عذاب کا ذکر ہے؟

۵) لغت میں زکاۃ کا کیا معنی ہے؟

٦) شریعت میں زکاۃ کا کیا مفہوم ہے؟

۷) زکاۃ اسلام کا کیسا رکن ہے؟

۸) زکاۃ سے کیا کیا فائدے ہیں؟

III عملی کام:

اپنے استاد کی مدد سے زکاۃ کے موضوع پر ایک مباحثہ کا پروگرام بنائیے!

زکاۃ کی شرائط

مذکورہ شرطوں کے ساتھ زکاۃ فرض ہے:

جب مذکورہ شرطیں نہ پائی جائیں تو زکاۃ فرض نہیں ہوتی ہے:

۱) اسلام — کافر پر زکاۃ فرض نہیں ہے۔

۲) بلوغ — بچے پر زکاۃ فرض نہیں ہے۔

۳) عقل — پاگل پر زکاۃ فرض نہیں ہے۔

۴) مکمل ملکیت — مکمل ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ مال اپنی ملکیت اور قبضہ میں ہو۔

اگر کسی چیز پر ملکیت تو ہو لیکن اس پر قبضہ نہ ہو تو اس پر زکاۃ فرض نہیں ہوگی، چنانچہ مہر پر قبضہ کرنے سے پہلے عورت پر زکاۃ فرض نہیں ہوگی۔

اسی طرح اس شخص پر زکاۃ فرض نہیں ہوگی جس کے قبضہ میں مال ہو لیکن وہ مال دوسرے کا ہو۔

۵) مال نصاب تک پہنچا ہو — جس شخص کا مال نصاب سے کم ہو، اس پر زکاۃ فرض نہیں ہوگی۔ (نصاب کی تفصیل آگے آرہی ہے)

۶) مال بنیادی ضروریات سے زائد ہو، چنانچہ رہائش کے مکان، پہننے کے کپڑے، گھر کے سازوسامان، سواری کی گاڑی اور چوپائے اور استعمال کے ہتھیار میں زکاۃ فرض نہیں ہوگی۔

اسی طرح ان مشینوں اور آلات میں بھی زکاۃ فرض نہیں ہوگی جو کاروبار میں استعمال ہوتے ہیں، جیسے زیراکس مشین، کمپیوٹر وغیرہ۔

اسی طرح کتابوں میں زکاۃ فرض نہیں ہے، جب کہ وہ تجارت کے لئے نہ ہوں، کیوں کہ یہ چیزیں بنیادی ضروریات میں شامل ہیں۔

۷) مال بڑھنے والا (نامی) ہو، خواہ حقیقت میں مال بڑھنے والا ہو، جیسے: چوپایہ، یا کیفیت کے اعتبار سے بڑھنے والا ہو، جیسے: سونا، چاندی۔

سونا چاندی چاہے سکہ اوربسکٹ کی شکل میں ہو یا زیور اور برتن کی شکل میں ہو، ہر صورت میں ان زکاۃ فرض ہے۔

ہیرے، جواہر، یاقوت اور زمرد وغیرہ قیمتی پتھروں میں زکاۃ نہیں ہے، جب کہ یہ تجارت کے لئے نہ ہوں۔

I سوالات:

۱) زکاۃ فرض ہونے کے لئے کتنے اور کیا کیا شرائط ہیں؟

۲) مکمل ملکیت کا کیا مطلب ہے؟

۳) عورت کے مہر کی کب زکاۃ فرض ہوگی؟

۴) ہیرے اور جواہرات کی زکاۃ کا کیا حکم ہے؟

۵) بنیادی ضروریات میں کیا کیا چیزیں ہیں؟

II ان لوگوں پر زکاۃ فرض نہیں ہے:

۱) کافر

۲) ....

۳) ....

۴) ....

۵) ....

III ان چیزوں میں زکاۃ فرض نہیں ہے:

مثال رہائش کا مکان

۲) ....

۳) ....

۴) ....

۵) ....

زکاۃ کی ادائیگی

زکاۃ کی ادائیگی واجب ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ مال نصاب پر چاند کے مہینہ کے حساب سے ایک سال گزر گیا ہو، یعنی سال کے شروع میں نصاب مکمل ہو، خواہ سال کے درمیان نصاب مکمل ہو یا نہ ہو۔

چنانچہ اگر کوئی سال کے شروع میں مکمل مال نصاب کا مالک ہو اور وہ مال نصاب سال کے ختم تک باقی رہے تو اس میں زکاۃ واجب ہوگی، چنانچہ جو شخص رمضان میں مالک ہوا اور آئندہ رمضان میں بھی وہ نصاب کا مالک ہے تو آئندہ رمضان میں اس پر زکاۃ کی ادائیگی واجب ہوگی۔

اسی طرح اگر سال کے شروع میں مکمل مال نصاب کا مالک ہو، پھر سال کے درمیان میں نصاب سے کم مال رہ جائے، لیکن سال کے اخیر میں مکمل نصاب کا مالک رہے تو اس میں زکاۃ واجب ہوگی۔

جو شخص شروع سال میں مال نصاب کا مالک ہو، پھر سال کے درمیان میں اس مال میں اضافہ ہو جائے تو اس اضافہ شدہ مال کو اصل مال میں ملا لیا جائے اور سال گزرنے کے بعد پورے مال میں زکاۃ واجب ہوگی، خواہ اس مال میں اضافہ تجارت، ہدیہ، میراث یا کسی اور طریقہ سے ہوا ہو۔

I سوالات:

۱) زکاۃ کی ادائیگی واجب ہونے کی کیا شرط ہے؟

۲) زکاۃ کی ادائیگی میں کون سے مہینہ کا اعتبار کیا جائے گا؟

۳) زکاۃ کی ادائیگی واجب ہونہ کو مثال سے بیان کیا جائے؟

۴) سال کے درمیان میں نصاب سے کم مال رہ جانے پر کیا زکاۃ واجب ہوگی؟

۵) سال کے درمیان میں نصاب کے علاوہ اضافہ شدہ مال کا کیا حکم ہے؟

II خالی جگہوں کو پر کیجئے!

جو شخص شروع سال میں .... کا مالک ہو، پھر سال کے درمیان میں اس مال میں .... ہو جائے، تو اس اضافہ شدہ مال کو .... میں ملایا جائے گا اور سال گزرنے کے بعد .... میں زکاۃ واجب ہوگی۔

زکاۃ کی نیت

بغیر نیت کے زکاۃ کی ادائیگی درست نہیں ہوگی۔

زکاۃ کی نیت ان وقتوں میں کسی کی جاسکتی ہے:

۱) فقیر کو زکاۃ کی رقم دیتے وقت

۲) زکاۃ تقسیم کرنے والے شخص کو زکاۃ کی رقم حوالہ کرتے وقت

۳) اپنے مال سے زکاۃ کی رقم علاحدہ کرتے وقت

کسی نے بغیر زکاۃ کی نیت کیے فقیر کو زکاۃ کی رقم دے دی، پھر بعد میں زکاۃ کی نیت کی تو اگر زکاۃ کی نیت کے وقت فقیر کے قبضہ میں مال ہو تو زکاۃ کی ادائیگی درست ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔

زکاۃ کی ادائیگی درست ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ فقیر کو بتایا جائے کہ یہ زکاۃ کی رقم ہے۔

فقیر کو ہدیہ یا قرض کہہ کر زکاۃ کی رقم دی جائے اور دل میں زکاۃ کی نیت ہو تو زکاۃ ادا ہو جائے گی۔

جس شخص نے اپنا پورا مال صدقہ کر دیا ہو، لیکن زکاۃ کی نیت نہ کی ہو تو اس سے زکاۃ ساقط ہو جائے گی۔

مال نصاب پر ایک سال گزرنے کے بعد کچھ مال برباد ہو جائے تو اتنے حصہ سے زکاۃ ساقط ہو جائے گی، مثال کے طور پر کسی کے پاس ایک ہزار چاندی کے سکے تھے، ان میں ۲۵/

سکے زکاۃ میں ادا کرنا واجب تھا، مگر جب ایک ہزار میں سے دوسو سکے گم ہو گئے تو دوسوسکوں کی زکاۃ پانچ سکے کی ادائیگی بھی ساقط ہو جائے گی۔

کسی آدمی کا فقیر کے ذمہ قرض ہو، وہ زکاۃ کی نیت سے اس فقیر کا قرض معاف کر دے تو زکاۃ ادا نہیں ہوگی، کیوں کہ تملیک (مالک بنانا) نہیں پائی گئی اور بغیر مالک بنائے زکاۃ کی ادائیگی درست نہیں ہوتی ہے۔

I سوالات:

۱) زکاۃ کی ادائیگی کس کے بغیر درست نہیں ہوتی ہے؟

۲) زکاۃ کی نیت کن کن وقتوں میں کی جا سکتی ہے؟

۳) کیا فقیر کو زکاۃ بتا کر دینا ضروری ہے؟

۴) ہدیہ کہہ کر زکاۃ دینے سے کیا زکاۃ ادا ہو جائے گی؟

۵) جو شخص بغیر نیت کے پوری رقم صدقہ کر دے، اس کا کیا حکم ہے؟

۶) نصاب پر سال گزرنے کے بعد کچھ مال برباد ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ مثال کے ساتھ بتائیے!

۷) زکاۃ کی نیت سے فقیر کا قرض معاف کر دینے سے کیا زکاۃ ادا ہو جائے گی؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

II خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجئے!

کسی نے بغیر زکاۃ کی .... کے .... کو زکاۃ کی رقم دے دی، پھر .... کی نیت کی، تو اگر زکاۃ کی نیت کے .... فقیر کے قبضہ می .... ہو تو زکاۃ کی ادائیگی ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔

زکاۃ کے مصارف

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إنما الصدقات للفقراء، و المساكين و العاملين عليها و المؤلفة قلوبهم و في الرقاب، و الغارمين في سبيل الله، و ابن السبيل فريضة من الله، و الله عليم حكيم . (التوبة: ٦٠)

ترجمہ:

بلاشبہ صدقات (یعنی زکاۃ) تو فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور ان کے لئے جو ان کے وصول کرنے پر مقرر کئے جائیں اور ان کے لئے جن کی دل جوئی منظور ہو اور (غلاموں) کی گردنیں چھڑانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے) میں اور اللہ کے راستہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیئے، یہ حقوق) اللہ کی طرف سے فرض ہیں اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

قرآن پاک نے زکاۃ کے آٹھ مصارف ذکر کئے ہیں، لیکن خلیفۂ راشد سیدنا عمر؟؟ نے غیر مسلمین (مؤلفہ قلوب) کو زکاۃ دینے سے منع کر دیا کہ اب اسلام قوی ہوگیا، اس پر کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا، گویا صحابہ کے اتفاق سے اس صنف کا حصہ ختم ہوگیا، تو اب سات مصارف باقی رہے، جن پر زکاۃ کی رقم صرف کی جائے گی، ہر صنف کی تعریف اور اس سے متعلق حکم ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

۱- فقیر: وہ ہے جو نصاب زکاۃ سے کم مال کا مالک ہو، جو شخص نصاب سے کم مال کا مالک ہو، اس کو زکاۃ کا مال دینا جائز ہے، خواہ وہ تندرست اور کمانے کے لائق ہو۔

۲- مسکین: جس کے پاس کچھ مال نہ ہو۔

۳- عامل: ایسا آدمی ہے جس کے ذمہ زکاۃ وصول کرنے کا کام ہو، اس کو اس کے کام کے حساب سے زکاۃ کے مال سے دیا جائے گا۔

۴- غلام کی آزادی: مکاتب غلام کی آزادی میں زکاۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے، لیکن یہ صنف اب موجود نہیں ہے۔

۵- غارم: یہ ایسا مقروض ہے جو قرض ادا کرنے کے بعد مکمل نصاب کا مالک نہ ہو، قرض کی ادائیگی کے لئے مقروض کو زکاۃ دینا فقیر کو زکاۃ دینے سے افضل ہے۔

۶- فی سبیل اللہ: سے مراد ایسا مجاہد فقیر ہے جو راستہ میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہو، یا ایسے حاجی جو حج کے لئے نکلے ہوں اور پیسے ختم ہو جانے کے باعث بیت اللہ پہنچنے سے مجبور ہوں۔

۷- ابن السبیل: سے مراد ایسا مسافر ہے جس کا وطن میں مال ہو، لیکن سفر میں اس کا مال ختم ہو گیا، اس کو بھی زکاۃ دی جاسکتی ہے، تا کہ وہ اپنے وطن پہنچ جائے۔

زکاۃ ادا کرنے والے کے لئے تمام اصناف کو زکاۃ دینا جائز ہے، اسی طرح تمام اصناف کے رہتے ہوئے صرف ایک صنف کو بھی زکاۃ دینا جائز ہے۔

I سوالات:

ا: قرآن میں زکاۃ کے کتنے مصارف بیان کئے گئے ہیں؟

۲: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کس کو زکاۃ دینے سے منع فرمایا اور کیوں؟

۳: اب کتنی اصناف پر زکاۃ کی رقم خرچ کی جائے گی؟

۴: فقیر کسے کہتے ہیں؟

۵: مسکین کون ہے؟

۶: عامل کسے کہتے ہیں؟

۷: غلام کی آزادی کا کیا مطلب ہے؟

۸: غارم کسے کہتے ہیں؟

۹: فی سبیل اللہ کا کیا مطلب ہے؟

۱۰: ابن السبیل سے کیا مراد ہے؟

۱۱: **کیا صرف ایک ہی صنف کو پوری زکاۃ دینی جائز ہے یا نہیں؟**

II ان کے جوڑ ملایئے!

زکاۃ وصول کرنے والا	ابن السبیل
مقروض	مسکین
مجاہد	فقیر
مسافر	عامل
کسی چیز کا مالک نہ ہو	غارم
نصاب سے کم کا مالک	فی سبیل اللہ

جن کوزکوۃ دینا جائز نہیں

۱) کافر کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

۲) مال دار کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

۳) مال دار کے بچہ کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

۴) سادات کو زکاۃ دینا اصلاً جائز نہیں، لیکن موجودہ دور میں ان کو زکاۃ دینے کی گنجائش ہے۔

۵) اپنے والدین، دادادادی اور نانانانی کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

۶) اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد (جیسے پوتے پوتی، نواسہ نواسی) کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

۷) شوہر کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا اپنے شوہر کو زکاۃ دینا جائز نہیں، البتہ دوسرے قریبی رشتہ دار جیسے: بھائی، بہن، خالہ، چچا، ماموں اور ان سب کی اولاد کو زکاۃ دینا افضل ہے۔

۸) مسجد، مدرسہ، راستہ یا پل کی تعمیر اور ان کے درستگی کے لئے زکاۃ کی رقم دینا جائز نہیں۔

میت کے کفن یا اس کے قرض کی ادائیگی کے لئے زکاۃ کی رقم دینا جائز نہیں، کیوں کہ ان تمام صورتوں میں ''تملیک'' (مالک بنانا) نہیں پایا جاتا ہے اور بغیر تملیک کے زکاۃ ادا نہیں ہوتی ہے۔

☆ زکاۃ کی رقم / مال پہلے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنا افضل ہے۔

☆ ایک فقیر کو مکمل نصاب کے بقدر زکاۃ دینا مکروہ ہے، جیسے کسی فقیر کو دوسو درہم چاندی یا بیس مثقال سونا یا ان کی رقم دی جائے۔

البتہ مقروض کو قرض کی ادائیگی کے لئے نصاب سے زیادہ مال دینا مکروہ نہیں، جیسے: کسی

مقروض کو قرض ادا کرنے کے لئے ایک ہزار درہم یا چاندی دی جائے تو یہ مکروہ نہیں ہے۔

☆ بلا ضرورت ایک شہر کی زکاۃ دوسرے شہر منتقل کرنا مکروہ ہے، البتہ دوسرے شہر میں رہنے والے رشتہ دار کو رقم بھیجنا مکروہ نہیں ہے۔

اسی طرح اگر دوسرے شہر والے زیادہ محتاج ہوں تو ان کے لئے زکاۃ کی رقم روانہ کرنا مکروہ نہیں ہے۔

اسی طرح اگر دوسرے شہر منتقل کرنے سے مسلمانوں کا زیادہ بھلا ہو تو منتقل کرنا مکروہ نہیں ہے، جیسے: دوسرے شہر کے دینی مدارس اور فلاحی اداروں کو زکاۃ کی رقم دینا۔

I مندرجہ ذیل لوگوں کو زکاۃ دینا جائز نہیں ہے:

مثال کافر

۱)	۲) ....
۳)	۴) ....
۵)	۶) ....
۷)	۸) ....

II مندرجہ ذیل رشتہ داروں کو زکاۃ دینا جائز ہے:

مثال بھائی

۱)	۲) ....
۳)	۴) ....
۵)	۶) ....

III ایک دو لفظ میں جواب دیجئے!

۱) میت کے کفن میں زکاۃ کی رقم خرچ کرنا ( ) ( )

۲) زکاۃ کی رقم قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں پر خرچ کرنا ( ) ( )

۳) ایک فقیر کو نصاب کے برابر زکاۃ دینا ( ) ( )

۴) قرض کی ادائیگی کے لئے نصاب سے زیادہ زکوۃ دینا ( ) ( )

۵) بلاضرورت دوسرے شہر منتقل کرنا ( ) ( )

۶) دوسرے شہر کے دینی مدارس اور فلاحی اداروں کو زکاۃ بھیجنا ( ) ( )

حج کی فرضیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و للہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیه سبیلا و من کفر فإن الله غني عن العالمین . (آل عمران: ٩٧)

ترجمہ:

اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے اس شخص پر جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اور جو شخص (اس حکم کو) نہ مانے تو (یاد رکھو!) اللہ تعالیٰ سارے جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

اللہ کے رسول؟؟؟ نے ارشاد فرمایا:

من حج لله فلم یرفث و لم یفسق رجع کیوم ولدته أمه. (بخاری و مسلم)

جو اللہ کے لئے حج کرے اور کوئی بے حیائی اور گناہ کے کام اس کے ساتھ نہ کرے تو وہ اس دن کی طرح بے گناہ واپس آئے گا جس دن وہ اپنی ماں کی پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

حج کا لغوی معنیٰ: کسی بڑے کام کا ارادہ کرنا۔

حج کا شرعی معنیٰ: مخصوص اوقات میں مخصوص طریقہ پر مخصوص مقامات کی زیارت کے افعال انجام دینا۔

حج کے فرض ہونے پر تمام امت کا اتفاق ہے، مسلمانوں کی جماعت میں سے کوئی بھی اس سے اختلاف نہیں کرتا۔

I سوالات:

۱) حج کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا کیا ارشاد ہے؟

۲) اللہ کے رسول ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

۳) حج کا لغوی معنیٰ کیا ہے؟

۴) حج کا شرعی معنیٰ کیا ہے؟

۵) حج فرض ہونے پر کس کا اتفاق ہے؟

II عملی کام:

حج کے بارے میں مزید تفصیل اپنے معلم سے معلوم کیجئے۔

حج کے فرض ہونے کی شرائط

مرد وعورت پر زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض عین ہے، جب کہ مذکورہ شرطیں پائی جائیں

:

(۱) مسلمان ہو، کافر پر حج فرض نہیں

(۲) بالغ ہو، بچہ پر حج فرض نہیں

(۳) عاقل ہو، پاگل پر حج فرض نہیں

(۴) صاحبِ استطاعت ہو، جو استطاعت نہ رکھتا ہو اس پر حج فرض نہیں ہے۔

استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ سواری اور سفر خرچ کا مالک ہو اور سفر حج کے دوران اس کے اہل وعیال کے لئے کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات ہوں۔

حج کی ادائیگی کی شرائط

مذکورہ شرطوں کے بغیر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہوتی ہے:

(۱) جس کا صحیح سالم ہونا، اپاہج، مفلوج اور کھوسٹ بوڑھے پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے، جو سفر نہ کر سکتے ہوں۔

(۲) چلنے کے لائق ہونا، جو شخص قید میں ہو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے۔

(۳) راستہ پُر امن ہو، اگر راستہ مامون نہ ہو تو حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوگی۔

(۴) عورت کا شوہر یا محرم موجود ہو، خواہ عورت بوڑھی ہو یا جوان، اگر عورت کے ساتھ ساتھ شوہر یا محرم نہ ہو تو حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوگی۔

(۵) عورت عدت کی حالت میں نہ ہو۔

(٦) اگر عورت شوہر کی موت یا طلاق کی عدت گزار رہی ہو تو اس حالت میں اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہوگی۔

I سوالات:

۱) زندگی میں کتنی مرتبہ حج فرض ہے؟

۲) حج فرض ہونے کی کتنی اور کیا کیا شرطیں ہیں؟

۳) استطاعت کا کیا مطلب ہے؟

۴) حج کی ادائیگی فرض ہونے کے لئے کیا کیا شرطیں ہیں؟

II مندرجہ ذیل لوگوں پر حج فرض نہیں ہے:

(۱) مثال کافر (۲) ....

(۳) .... (۴) ....

III مندرجہ ذیل لوگوں پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے:

(۱) مثال: اپاہج، مفلوج، کھوسٹ بوڑھا

(۲) .... (۳) ....

(۴) .... (۵) ....

میقات

میقات وہ جگہ ہے جہاں سے حاجی کے لئے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں ہے، مختلف علاقوں سے آنے والوں کے لئے احرام کی جگہیں (میقات) مختلف ہیں:

ہندوستان اور یمن والوں کا میقات یلملم ہے (۱)

مصر، شام اور تمام یورپ والوں کی میقات جحفہ ہے۔

عراق اور تمام مشرقی ممالک والوں کی میقات ذاتِ عرق ہے۔

مدینہ والوں کی میقات ذوالحلیفہ ہے۔

نجد والوں کی میقات قرن ہے۔

جو شخص بھی ان میقات کے پاس سے یا ان کے برابر سے حج کی نیت سے گزرے تو اس پر احرام واجب ہے، بغیر احرام کے اس کے لئے گزرنا جائز نہیں ہے۔

اہل مکہ کی میقات مکہ ہی ہے، خواہ مکہ کا رہنے والا ہو یا وہاں مقیم ہو۔

میقات اور مکہ کے درمیان رہنے والے کی میقات حل ہے۔ (۲)

(۱) ہندوستان سے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ پہنچنے سے تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے احرام کی جگہ (میقات) سے ہوائی جہاز گزرتا ہے۔

(۲) حرم کی حدود سے باہر تمام زمین کو ''حل'' کہا جاتا ہے۔

I سوالات:

۱) میقات کسے کہتے ہیں؟

۲) ہندوستان والوں کی میقات کیا ہے؟

۳) میقات کے پاس سے گزرنے سے کیا چیز واجب ہے؟

۴) مکہ والوں کی میقات کیا ہے؟

۵) مکہ اور میقات کے درمیان رہنے والوں کی میقات کیا ہے؟

II مندرجہ ذیل علاقوں کی میقات ان کے سامنے لکھئے:

	ممالک	میقات
۱)	یوروپی ممالک	....
۲)	ہندوستان	....
۳)	عراق	....
۴)	مدینہ	....
۵)	نجد	....

حج کے ارکان

حج کے صرف دو فرائض ہیں:

(۱) نویں ذوالحجہ کو ظہر کے وقت سے لے کر دسویں ذوالحجہ کی فجر تک کے درمیان کسی بھی وقت میں عرفہ کے میدان میں ٹھہرنا۔

ان دو وقتوں کے درمیان ایک لمحہ بھی ٹھہرنے سے عرفہ کا وقوف ادا ہو جاتا ہے۔

(۲) وقوف عرفہ کے بعد کعبہ کے اطراف سات چکر لگانا۔

اس طواف کا نام طوافِ زیارت اور طوافِ افاضہ ہے، جو فرض ہے۔

حج کے واجبات:

حج کے واجبات بہت ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا

(۲) مزدلفہ کے مقام پر ٹھہرنا، اگرچہ ایک لمحہ کے لئے سہی، مزدلفہ میں ٹھہرنے کا وقت دسویں ذوالحجہ کو فجر کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک ہے۔

(۳) قربانی کے دنوں (ایام نحر) میں طوافِ زیارت کرنا۔

(۴) صفا مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کرنا، سعی کی ابتداء صفا سے ہوگی اور اس کا اختتام مروہ پر ہوگا۔

(۵) مکہ سے باہر رہنے والوں کے لئے طوافِ وداع کرنا۔

اس طواف کا نام طوافِ صدر بھی ہے۔

(٦) ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔

(۷) قربانی کے دنوں میں تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا۔

(۸) حرم کی حدود میں اور قربانی کے دنوں میں بال منڈوانا یا بال تراشنا۔

(۹) طواف اور سعی کے وقت حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک رہنا۔

(۱۰) ممنوع باتوں سے پرہیز کرنا، جیسے: حرم کے جانور کا شکار کرنا، بے حیائی اور گناہ کے کام کرنا، احرام کی حالت میں سلے کپڑے پہننا، سر اور چہرہ ڈھانکنا۔

سوالات:

۱) حج کے کتنے ارکان ہیں؟

۲) حج کے ارکان بتائیے!

۳) طوافِ زیارت کب کیا جاتا ہے؟

۴) حج کے کتنے واجبات ہیں؟

۵) مزدلفہ میں ٹھہرنے کا کیا وقت ہے؟

٦) سعی کی ابتداء اور اختتام کہاں سے ہوتا ہے؟

۷) طوافِ وداع کن لوگوں پر واجب ہے؟

۸) ہر طواف کے بعد کتنی رکعت نماز پڑھنا واجب ہے؟

۹) حج میں کن باتوں سے پرہیز کرنا واجب ہے؟

II مناسب جوڑیاں ملائیے!

طوافِ زیارت	سعی
طوافِ وداع	دو
طواف کے بعد	طوافِ افاضہ
صفامروہ	طوافِ صدر
حج کے فرائض	دو رکعت نماز

حج کی سنتیں

حج کی چند سنتیں ہیں:

۱) احرام کے کپڑے پہنتے وقت غسل کرنا یا وضو کرنا

۲) مرد کو احرام کے لئے سفید نیا یا دُھلا ہوا تہہ بند اور چادر پہننا

۳) احرام کی نیت کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا

۴) زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھنا

تلبیہ یہ ہے:

لبیک أللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، إن الحمد و النعمة لک و الملک، لا شریک لک.

ترجمہ:

میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تعریف، نعمت اور حکومت تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

۵) مکہ کے باہر سے آنے والوں کے لئے طوافِ قدوم کرنا

۶) مکہ میں قیام کے دوران زیادہ سے زیادہ طواف کرنا

۷) اضطباع کرنا، یعنی طواف کرنے سے پہلے اپنی چادر کے ایک کنارہ کو سیدھے بغل کے نیچے کر لینا اور دوسرے کنارے کو بائیں مونڈھے پر رکھنا۔

۸) رمل کرنا، یعنی طواف کے پہلے تین چکروں میں تیز قدموں سے چلنا اور کاندھے اُچکانا۔

۹) ہرولہ کرنا، یعنی سعی کے ہر چکر میں سبز روشنی کے پاس سے گزرتے ہوئے رَمل سے زیادہ تیز چلنا۔

۱۰) طواف کے ہر چکر کے ختم پر حجر اسود کو چھونا ار بوسہ لینا، اگر بھیڑ کی وجہ سے چھونے اور بوسہ لینے کا موقع نہ ملے تو ہاتھ سے اشارہ کرنا

۱۱) قربانی کے ایام میں منیٰ میں رات گزارنا

۱۲) حج افراد کرنے والے کے لئے قربانی کرنا

I سوالات:

۱) مرد کو احرام کے لئے کیسے کپڑے پہننے چاہئیں؟

۲) احرام کے کپڑے پہنتے وقت کیا کرنا مسنون ہے؟

۳) احرام کی نیت کرنے کے بعد کتنی رکعت نماز پڑھنی چاہئے؟

۴) تلبیہ کیا ہے؟

۵) طوافِ قدوم کن لوگوں کے لئے مسنون ہے؟

۶) اضطباع کسے کہتے ہیں؟

۷) رمل کیا ہے؟

۸) ہرولہ کا کیا مطلب ہے؟

۹) کیسے حج میں قربانی کرنا مسنون ہے؟

II خالی جگہوں کو پر کیجئے!

(الف) مکہ میں قیام کے دوران زیادہ سے زیادہ.................کرنا مسنون ہے۔

(ب) طواف کے ہر چکر کے ختم پر.................کو چھونا اور بوسہ لینا مسنون ہے، اگر بھیڑ کی وجہ سے چھونے اور بوسہ لینے کا موقع نہ ملے تو.................اشارہ کرنا چاہئے۔

حج کے ممنوعات

مندرجہ ذیل باتیں احرام کی حالت میں جائز نہیں، ان سے بچنا ضروری ہے تاکہ حج ناقص یا فاسد نہ ہو:

۱) حرام کا ارتکاب کرنا
۲) گالی گلوج اور جھگڑے کرنا
۳) خوشبو استعمال کرنا
۴) ناخن تراشنا
۵) مرد کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا، جیسے: قمیص، شروال، پینٹ وغیرہ
۶) سر یا چہرہ ڈھانکنا
۷) عورت کے لئے چہرہ اور ہاتھ ڈھانکنا
۸) سر یا جسم کے حصہ کے بال تراشنا
۹) سر یا بدن میں تیل لگانا
۱۰) حرم کا درخت کاٹنا یا حرم کا کانٹا اُکھاڑنا
۱۱) جنگلی جانور کا شکار کرنا، چاہے اس کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہیں

سوالات:

۱) احرام کی حالت میں کیسے جانور کا شکار کرنا جائز نہیں ہے؟
۲) سلے ہوئے کپڑے پہننا کن کے لئے ناجائز ہے؟
۳) کس جگہ کے درخت کاٹنا جائز نہیں ہے؟
۴) عورت کے لئے ہاتھ ڈھانکنے کا کیا حکم ہے؟

حج کا طریقہ

☆ جو شخص حج کے لئے روانہ ہو رہا ہو، اس کو چاہئے کہ ہوائی جہاز میں بیٹھنے سے پہلے غسل اور وضو کرلے، سلے ہوئے کپڑے اُتار کر تہہ بند اور ایک چادر لپیٹ لے، (۱) دو رکعت نماز پڑھے اور حج کی نیت کرلے۔

☆ جب میقات قریب آجائے تو اس طرح تلبیہ پڑھے:

لبیک أللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، إن الحمد و النعمة لک و الملک، لا شریک لک.

تلبیہ پڑھنے کے بعد آدمی محرم ہو جاتا ہے، اس کو حج کے تمام ممنوعات سے بچنا چاہئے، اس کو چاہئے کہ ہر نماز کے بعد، ہر اونچی جگہ پر چڑھتے وقت، ہر نیچی جگہ پر اُترتے وقت، کسی سے ملاقات کے وقت اور سو کر اُٹھنے کے بعد زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھے۔

☆ مکہ پہنچ کر اپنی قیام گاہ میں سامان رکھنے کے بعد مسجد حرام آئے، جب بیت اللہ (خانہ کعبہ) پر نظر پڑھے تو **اللہ اکبر لا إلٰہ إلا اللہ** کہے، پھر تکبیر و تہلیل (۲) کہہ کر حجر اَسود کی طرف رُخ کرے اور اگر ممکن ہو تو اس کو چھوئے اور اس کو چومے، ورنہ ہتھیلیوں کو اس کی طرف کرے اور ان کو چومے، پھر حجر اسود کی سیدھے طرف سے سات مرتبہ طواف کرے، شروع کے تین چکروں میں رَمل کرے اور باقی چار چکروں میں سکون اور اطمینان کے ساتھ چلے، جب بھی حجر اسود کے پاس سے گزرے تو اس کو ہاتھ سے یا اشارہ سے چھوئے، طواف مکمل ہونے

(۱) عورتیں عام کپڑوں میں ہی احرام باندھیں گی، البتہ نقاب چہرہ سے نہ لگنے کے لئے دھوپ سے بچنے والی ٹوپی پہن لیں۔

(۲) تکبیر: اللہ اکبر تہلیل: لا إلٰہ إلا اللہ

کے بعد بھیہاتھ یا اشارے سے حجر اسود کو چھوئے پھر دو رکعت نماز پڑھے، اس طواف کا نام طوافِ قدوم ہے، یہ سنت ہے۔

☆ پھر صفا جائے اور اس کی اونچائی پر چڑھ جائے اور قبلہ کی طرف رُخ کر کے تکبیر و تہلیل کہے، درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، پھر مروہ کی طرف بڑھے اور اس پر چڑھ کر ویسے ہی تکبیر و تہلیل، درود اور دعا کرے، اس طرح ایک چکر مکمل ہو گیا، پھر صفا کی طرف بڑھے اور وہاں سے مروہ کی طرف، اس طرح سات چکر مکمل کرے، ہر چکر میں سبز روشنی کے پاس رمل سے زیادہ تیز چلے۔

(اگر حج تمتع کر رہا ہو تو یہ طواف عمرہ کے حکم میں ہے، چنانچہ اس کے بعد بال منڈا کر احرام سے نکل جائے، جیسا کہ آج کل ایسا ہی لوگ کرتے ہیں)

☆ پھر آٹھویں ذوالحجہ کو (احرام باندھے) فجر کی نماز مکہ میں ادا کرے، منیٰ جائے، وہیں ٹھہر کر رات گزارے، نویں ذوالحجہ یعنی عرفہ کے دن فجر کے بعد منیٰ سے عرفات جائے، وہاں ٹھہر کر تکبیر و تہلیل، درود اور دعا کرتا رہے۔

☆ ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ مسجد نمرہ میں با جماعت ادا کرے۔

اگر مسجد نمرہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع نہ ملے تو ظہر اور عصر کی نماز کو ان کے وقت میں ادا کرے، سورج ڈوبنے تک عرفہ میں ہی رہے۔

☆ پھر عرفہ سے مزدلفہ جائے اور وہیں رات گزارے، عشاء کے وقت میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز مسجد مشعر حرام میں یا جہاں ہو سکے جماعت سے پڑھے۔

☆ دسویں ذوالحجہ کو فجر کی نماز شروع وقت میں باجماعت پڑھے، اس کے بعد امام اور مقتدی کھڑے ہوکر دعاء کریں، پھر سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوجائے، منیٰ میں دسویں ذوالحجہ کو صرف آخری شیطان (جمرۂ عقبیٰ) کو سات کنکریاں مارے، پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردے، پھر قربانی کرے، پھر بال منڈائے یا بال ترشوائے، پھر قربانی کے تین دنوں میں سے کسی دن مکہ جاکر طوافِ زیارت کرے، پھر منیٰ واپس آکر قیام کرے۔

☆ گیارہویں ذوالحجہ کو ظہر کے بعد تینوں شیطان کو کنکری مارے، مسجد خیف سے قریب پہلے شیطان کو پہلے سات کنکریاں مارے، ہر مرتبہ کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہے، کنکری مارنے سے فارغ ہوکر وہاں کھڑے ہوکر دعا کرے، پھر درمیانی شیطان کو بھی سات کنکریاں مارے اور وہاں پر کھڑے ہوکر دعا کرے، پھر آخری شیطان (جمرۂ عقبہ) کو سات کنکریاں مارے، لیکن وہاں پر کھڑے ہوکر دعا نہ کرے۔

☆ بارہویں ذوالحجہ کو بھی ظہر کے بعد تینوں شیطان کو کنکریاں مارے، کنکریاں مارنے کے بعد مغرب سے پہلے پہلے منیٰ سے نکل کر مکہ آجائے اور اپنی قیام گاہ میں رہے، مکہ می قیام کے دوران پانچوں نمازیں باجماعت مسجد حرام میں ادا کرے۔

مکہ سے واپسی سے پہلے بغیر رمل اور سعی کے بیت اللہ کا طواف (سات چکر) کرے، اس طواف کو ''طوافِ وداع'' اور ''طوافِ صدر'' کہا جاتا ہے، پھر زمزم کے پاس جاکر کھڑے ہوکر زمزم کا پانی پیئے، پھر ملتزم (کعبہ کے دروازہ) پہ گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، بیت اللہ سے جدا ہوتے وقت آنسو بہاتے ہوئے رخصت ہو۔

I زبانی کام:

چند طالب علم مل کر حج کا طریقہ بیان کریں۔

II مختصر سوالات:

۱) حج کے لئے روانہ ہونے سے پہلے کیا کرنا چاہئے؟

۲) میقات قریب آنے کے بعد کیا پڑھنا چاہئے؟

۳) تلبیہ پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟

۴) تلبیہ کب کب پڑھنا چاہئے؟

۵) بیت اللہ پر نظر پڑے تو کیا پڑھنا چاہئے؟

۶) آٹھویں ذوالحجہ کو کہاں سے کہاں جائے؟

۷) نویں ذوالحجہ کو کہاں سے کہاں جایا جاتا ہے؟

۸) عرفہ سے مزدلفہ کب جانا چاہئے؟

۹) عرفہ میں مسجد کا کیا نام ہے؟

۱۰) مزدلفہ میں کون سی مسجد ہے؟

۱۱) دسویں ذوالحجہ کو کون کون سے کام کرنا ضروری ہے؟

III تفصیلی سوالات:

۱) طواف قدوم کس طرح کیا جاتا ہے؟

۲) طواف قدوم کے بعد کیا کرنا چاہئے؟

۳) اگر حج تمتع ہو تو یہ طواف وسعی کس کے حکم میں ہے اور ان کے بعد کیا کرنا چاہئے؟

۴) آٹھویں ذوالحجہ کو کیا کام کرنا چاہیئے؟

۵) نویں ذوالحجہ کو کون کون سے کام کرنے کے ہیں؟

٦) دسویں ذوالحجہ کو کیا کام کرنے ضروری ہیں؟

۷) گیارہویں ذوالحجہ کو کیا کام ضروری ہے؟

۸) بارہویں کو کیا کام کرنا چاہیئے؟

۹) مکہ سے واپسی کے وقت کیا کرنا چاہیئے؟

IV مندرجہ ذیل افعال کو ترتیب سے لکھئے، جن ترتیب سے وہ ادا کئے جاتے ہیں:

قربانی کرنا، طوافِ قدوم، احرام، سعی، مزدلفہ میں وقوف، میدان عرفہ میں وقوف، طوافِ وداع، طوافِ زیارت، دسویں ذوالحجہ کو کنکری مارنا، بال منڈانا۔

(۱) مثال: احرام (۲) ....

(۳) .... (۴) ....

(۵) .... (٦) ....

(۷) .... (۸) ....

(۹) .... (۱۰) ....